# یزید بن معاویہ

## تاریخ انسانی کا بدترین کردار


**مؤلف**

آفتاب حسین جوادی



**البلاغ المبین**

اسلامی تحقیقاتی و اشاعتی ادارہ

# علم وسعت نظری کا باعث ہے

یہ کتاب ہم ان حضرات کی خدمت میں جو ہم سے عقیدے میں اختلاف رکھتے ہیں، اس لیے پیش نہیں کر رہے کہ وہ ہمارا عقیدہ اختیار کریں

بلکہ

اس لیے پیش کر رہے ہیں کہ ان کے علم میں آ جائے کہ ہم بھی اپنے عقیدے پر قرآن و سنت کی ٹھوس دلیل رکھتے ہیں

تا کہ

غلط فہمیوں اور بہتان تراشیوں کی وجہ سے امت کی وحدت میں حائل رکاوٹیں دور ہو جائیں

کیونکہ

علم وسعت نظری کا باعث ہے۔

(ادارہ)


| | |
|---|---|
| نام کتاب: | یزید ابن معاویہ۔ تاریخ انسانی کا بدترین کردار |
| مُولف: | آفتاب حسین جوادی |
| تاریخ طبع: | مئی ۲۰۱۰ء/ جمادی الاولیٰ ۱۴۳۰ھ |
| تعداد: | ۵۰۰۰ |
| ناشر: | البلاغ المبین۔ اسلامی تحقیقاتی و اشاعتی ادارہ |
| | پوسٹ بکس نمبر: ۴۶۹۔ اسلام آباد۔ پاکستان |

## فہرست

یزید کا خاندانی تعارف----------3

یزید پلید کے غیر شرعی افعال----------6

قیام امام حسین علیہ السلام کے اہداف و مقاصد----------8

کربلا انسانیت کے لیے ہدایت----------10

تین شرائط والی روایت کا بطلان----------15

یزید پلید کی دہشت گردی اور بربریت کا سنسنی خیز سانحہ-----19

سانحۂ حرہ میں شہید ہونے والے صحابہؓ و تابعین----------34

یزیدی فوج شامی لوگوں پر مشتمل تھی----------38

یزیدی فوج کی خانہ کعبہ پر سنگباری----------41

جناب زینب کبریٰ س نے یزید کے کفر کو آشکار کیا--------42

خطبہ حضرت زینب س دربار یزید لعین میں----------46

# بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

## یزید کا خاندانی تعارف

یزید بن معاویہ کا فسق و فجور اور کفر و زندقہ تمام اہل اسلام کے نزدیک ایک مسلمہ حقیقت ہے۔ یزید ایک بدوی عورت سے پیدا ہوا جو دمشق کے سماجی ماحول کو برداشت نہ کر سکی۔ بنا برایں اس کی تربیت اس کی ماں نے بدوی ماحول کے مطابق کی، جس میں عیش و عشرت اور لاقانونیت شامل تھی۔ اس نے تمام زندگی عیش و طرب میں گزار دی۔

بعض مؤرخین نے اس امر کی صراحت کی ہے کہ یزید پلید کی ماں میسونہ مسیحی قبیلے سے تعلق رکھتی تھی، لہٰذا یزید کی نشو و نما بھی مسیحی طریقہ پر ہی ہوئی یہی وجہ تھی کہ اس میں مسیحی اثرات نمایاں پائے جاتے تھے۔ جیسا کہ مشہور مؤرخ عمر ابو النصر نے معاویہ بن ابی سفیان و عصرہ صفحہ ۱۸۸، ۱۸۹، تحت یزید ابن معاویہ فی شبابہ و قبل الخلافۃ طبع المکتبۃ الاھلیۃ بیروت الطبعۃ الاولیٰ ۱۹۶۲ء میں اور علامہ احمد المکی نے ''یزید بن معاویہ'' صفحہ ۷۱ تا ۷۵، تحت ''ولادتہ و نشأتہ'' مطبوعہ مکہ مکرمہ ۱۹۷۸ء میں اس بات کا بڑی شرح وبسط کے ساتھ تذکرہ کیا ہے۔ یزید پلید جبر و اکراہ کے تحت تین سال کچھ ماہ حکومت پر متمکن رہا۔

یزید پلید ۲۵ھ یا ۲۶ھ بمطابق ۶۴۵ء میں پیدا ہوا اور ۶۴ھ بمطابق ۶۸۳ء دمشق کے علاقہ حوارین میں اڑتیس (۳۸) سال کی عمر میں واصل جہنم ہوا۔ اس کی ماں کا نام میسون بنت بحدل بن انیف بن دلجۃ بن قنافۃ الکلبی ہے، اور والد کا نام معاویہ بن ابی سفیان صخر بن حرب بن امیہ ہے۔ مؤرخین نے یزید بن معاویہ کی بیس اولاد کو نام بہ نام درج کیا ہے۔ ۱۵ بیٹے اور ۵ بیٹیاں اور یہ اولاد مختلف مائوں کے بطن سے تھی۔

## بیٹوں کے نام

۱۔ معاویہ صغیر ابو لیلیٰ[1] ۲۔ خالد بن یزید ۳۔ ابو سفیان ۴۔ عبد اللہ بن یزید ۵۔ عبد اللہ الاصغر ۶۔ عمر بن یزید ۷۔ عتبہ بن یزید ۸۔ ربیع بن یزید ۹۔ محمد بن یزید ۱۰۔ عبد العزیز ۱۱۔ ابو بکر بن یزید ۱۲۔ عمر بن یزید ۱۳۔ عثمان ۱۴۔ حرب ۱۵۔ یزید۔

## بیٹیوں کے نام

۱۔ عاتکہ ۲۔ رملہ ۳۔ ام عبد الرحمن ۴۔ ام یزید ۵۔ ام محمد۔ لیکن ان تمام کی نسل نہ چل سکی۔ جیسا کہ ابن کثیر نے یوں تصریح کی ہے:

وقد انقرضوا کافة فلم یبق یزید عقب

بلاشبہ یہ تمام اولادیں ختم ہو گئیں اور یزید کی نسل باقی نہ رہی۔[2]

یزید پلید اپنے باپ معاویہ کی وفات کے بعد مسلمانوں پر مسلط ہوا۔ ہر شخص اس بات سے اچھی طرح واقف ہے کہ جب اسلام میں ملوکیت کی بنیاد رکھی جا چکی تو اس ملوکیت

---

[1] ۔معاویہ بن یزید قدرے نیک اور صالح تھا۔ جب یزید کے مرنے کے بعد اسے تخت خلافت پر بیٹھایا گیا تو اس نے صاف انکار کر دیا اور ایک طویل خطبہ دیا جو آج بھی تاریخ کے اوراق میں موجود ہے اور سنہری حروف سے لکھنے کے قابل ہے۔ اس خطبے میں معاویہ بن یزید نے اپنے آباء واجداد کے قبیح افعال کو طشت از بام کیا اور کہا ہے کہ یزید نے عترت رسولؐ کو قتل کیا، شراب کو مباح قرار دیا اور کعبہ کو برباد کیا۔ اس سلسلے میں کتاب ''معاویہ بن یزید کا تاریخ ساز خطبہ'' مؤلفہ احقر ملاحظہ فرمائیں۔

[2] ۔البدایہ والنہایہ ج۸ ص۲۳۶، ۲۳۷، تحت ''ذکر اولاد یزید بن معاویہ وعدد ہم'' طبع مطبعۃ السعادۃ بجوار محافظۃ مصر ۱۳۵۱ھ بمطابق ۱۹۳۲ء

کو موروثی سلطنت میں تبدیل کرنے کے لیے یزید بن معاویہ کی بیعت کرنے پر لوگوں کو مجبور کیا جانے لگا۔

ہم اس بحث میں نہیں پڑنا چاہتے کہ اس بیعت کے لیے کیا کیا حیلے آزمائے گئے، تاہم عالم اسلام کی چند نمایاں شخصیات نے بیعت نہیں کی۔ ان میں سب سے پہلے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نواسے امام حسین ابن علی علیہما السلام تھے۔ یزید کو سب معلوم ہو چکا تھا اور اس کے دل میں یہ ارمان انگڑائیاں لے رہا تھا کہ وہ سب سے پہلے حسین ابن علی علیہما السلام کو اپنی بیعت کے لیے مجبور کرے۔

یزید میں اقتدار کا گھمنڈ بھی تھا۔ اعلانیہ فسق و فجور کرتا اور جانتا تھا کہ کوئی اسے روکنے ٹوکنے والا نہیں بلکہ اسے آفرین اور شاباش کہنے والوں کی کمی نہ تھی۔ وہ یہ بھی دیکھ رہا تھا کہ اس کی کھلی بداعمالیوں کے باوجود کچھ لوگ سر جھکائے اسے "امیر المومنین" کہہ رہے تھے اور غیر ڈھکی چھپی حقیقت پر ایک دبیز پردہ ڈالنے میں سرگرم عمل تھے لیکن کربلا کے شاہسواروں کی عظمت کا پرچم آج بھی قصر تاریخ پر لہرا رہا ہے۔

تاریخ اسلام کے سرسری مطالعے سے یہ حقیقت بالکل سامنے آجاتی ہے کہ یزید کا مقصد اسلام کو صفحہ ہستی سے مٹا کر اس کی جگہ اپنے آبائی مذہب کو دوبارہ رائج کرنے کے لیے زمین ہموار کرنا تھا۔ اس کی تکمیل حضرت امام حسین علیہ السلام سے بیعت لے کر کرنا چاہتا تھا لیکن امام عالی مقام علیہ السلام نگاہ امامت سے اس حقیقت حال سے آگاہ تھے۔ انہوں نے خندہ پیشانی سے جان گداز مصائب و آلام برداشت کرتے ہوئے یزید کی بیعت سے انکار کر دیا اور آخری دم تک اپنے موقف پر ثابت قدم رہ کر یزید کے مذموم عزائم کو خاک میں ملا دیا اور پرچم اسلام کو ہمیشہ کے لیے بلند و بالا کر دیا۔ اگر امام عالی مقامؑ اپنے اس مشن میں کامیاب نہ ہوتے تو آج نہ کوئی کلمہ ہوتا اور نہ ہی کوئی نماز و روزہ اور دیگر اسلامی شعائر کو بجا لاتا کیونکہ

دیتے نہ سر حسینؑ تو پڑھتا نماز کون

امام حسین علیہ السلام نے اپنے مقدس خون سے نہ صرف اسلام کو کفر و الحاد کی یلغار سے بلکہ پورے عالم انسانیت کو ابدی ہلاکت اور بربادی سے بچالیا۔

چنانچہ اگر خدانخواستہ یزید اپنے ناپاک اور انسانیت کے لیے مہلک ارادوں میں کامیاب ہو جاتا تو آج کم از کم کرہ ارض پر انسان تو ہوتے، مگر ان کے اندر انسانیت کی روح نہ ہوتی۔ آج جو انسانوں میں انسانیت، انسان اور حیوان میں امتیاز موجود ہے، یہ شہادت حسین علیہ السلام کی ہی مرہون منت ہے۔

انسانیت کے نام پہ کیا کر گئے حسینؑ

ہر دور کے بلند خیالوں سے پوچھ لو

## یزید پلید کے غیر شرعی افعال

حافظ ابن کثیر نے یزید پلید کے چند سیاہ کارناموں کا تذکرہ یوں کیا ہے:

یزید بن معاویہ سرود و نغمہ، ساز و راگ، شراب نوشی اور سیر و شکار کے اندر اپنے زمانے میں مشہور تھا۔ نو عمر لڑکوں، گانے والی دوشیزائوں اور کتوں کو اپنے گرد جمع رکھتا تھا۔ سینگ والے لڑاکا مینڈھوں، سانڈھوں اور بندروں کے درمیان لڑائی کا مقابلہ کرواتا تھا۔ ہر دن صبح کے وقت نشہ میں مخمور رہتا تھا۔ زین کسّے ہوئے گھوڑوں پر بندروں کو رسی سے باندھ دیتا اور پھراتا تھا۔ بندروں اور نو عمر لڑکوں کو سونے کی ٹوپیاں پہناتا گھوڑوں کے درمیان دوڑ کا مقابلہ کراتا تھا۔ جب کوئی بندر مر جاتا تو اس کا سوگ مناتا تھا۔[1]

---

[1] -البدایہ والنہایہ، ج۸ ص۲۳۶۔ مطبعۃ السعادہ مصر

سید الشہداء امام عالی مقامؑ جب منزل ذی حُسم سے روانہ ہو کر و اقصہ اور عذیب الہجانات کے قریب منزل بیضہ پر پہنچے تو وہاں پر آپؑ نے حر بن یزید ریاحی اور اس کی فوج کے سامنے نہایت تفصیلی خطبہ ارشاد فرمایا، جس کا صرف ایک اقتباس ہدیہ قارئین کرتے ہیں جو یقینا قابل مطالعہ اور یزید کے گھنائونے کردار اور قبیح افعال کو آشکار کرتا ہے:

ایھاالناس ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم قال من رآی سلطانا جائرا مستحلا لحرام اللہ ناکثا لعھد اللہ مخالفا لسنۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم یعمل فی عباد اللہ بالاثم والعدوان فلم یغیر ما علیہ بفعل ولا قول کان حقا علی اللہ ان یدخلہ مدخلہ الاوان ھولاء قد لزموا طاعۃ الشیطان و ترکوا طاعۃ الرحمن و اظھروا الفساد وعطّلوا الحدود و استاثروا بالفی واحلوا حرام اللہ وحرموا احلالہ وانا احق من غیَّر۔[1]

اے لوگو! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو شخص کسی جابر سلطان کو دیکھے کہ اس نے خدا کی حرام کردہ چیزوں کو حلال ٹھہرالیا ہے، عہد الٰہی کو توڑ رہا ہے، سنت رسول اللہؐ کی مخالفت کر رہا ہے، اللہ کے بندوں کے ساتھ ظلم اور زیادتی کا معاملہ کرتا ہے، پس یہ سب کچھ دیکھتے جانتے بھی اپنے قول و عمل سے اس شر کو مٹا کر اپنا فرض نہیں ادا کرتا تو خدا کا تقاضائے عدل ہے کہ اسے اس کے ٹھکانے تک پہنچا دے غور سے سنو! کہ ان یزیدیوں نے شیطان کی اطاعت کو اپنے اوپر لازم کر لیا ہے اور خدا کی بندگی کو چھوڑ رکھا ہے ان لوگوں نے ہر طرف فساد برپا کر رکھا ہے اور شریعت کی تعزیرات کو معطل کر دیا اور سرکاری مال کو ذاتی مفاد پر خرچ کیا۔ خدا کے حرام کو حلال کیا اور حلال کو حرام کر دیا اور ان یزیدیوں کے شر کے مٹانے والوں میں، میں سب سے زیادہ مستحق ہوں۔

---

[1] - تاریخ طبری ج ۶ ص ۲۲۹۔ المطبعۃ الحسینیۃ مصر۔ (سن اشاعت ندارد)، کامل ابن اثیر ج ۴ ص ۴۰۔ ادارۃ الطباعۃ المنیریہ مصر ۱۳۵۷ھ بمطابق ۱۹۳۸ء

یزید تخت خلافت پر قدم رکھتے ہی سب سے پہلے امام حسین علیہ السلام کو راستے سے ہٹانے کا عملی اقدام کر چکا تھا۔ اس نے گورنر مدینہ ولید بن عتبہ بن ابی سفیان کو یہ لکھا :

حسین علیہ السلام سے بیعت لے لو۔ اگر وہ بیعت سے انکار کرے تو اس کا سر قلم کر کے میرے اس خط کے جواب میں ہمراہ روانہ کر دو۔

امام عالی مقام علیہ السلام نے دین اسلام کی بقاء کے لیے بیعت سے انکار کر دیا تھا اور آخری دم تک اپنے موقف پر ثابت قدم اور یزید کے خلاف بر سر پیکار رہے۔ مدینہ سے روانہ ہوتے وقت اپنے مقاصد و اہداف یوں واضح کر دیے تھے :

میں کسی غرور، گھمنڈ یا حکومت کی خواہش میں قیام نہیں کر رہا ہوں بلکہ میرے قیام کا مقصد محض اپنے جد امجد حضور اکرمؐ کی امت کی اصلاح ہے۔

## قیام امام حسینؑ کے اہداف و مقاصد

امام عالی مقام علیہ السلام نے اسلام کو ہمیشہ کے لیے بلند و بالا کرنے اور اسلام کو کفر و الحاد کی یلغار سے بچانے بلکہ پورے عالم انسانیت کو ابدی ہلاکت اور بربادی سے بچانے کے لیے قیام فرمایا۔ اس سانحہ کا الزام اہل کوفہ پر عائد کرنا انتہائی ستم ظریفی اور حقائق سے چشم پوشی ہے۔

امام حسین علیہ السلام کی شہادت کے مقاصد و اہداف میں آفاقیت پائی جاتی ہے، اس لیے اس کے آثار بھی عمومی اور ہمہ گیر ہیں۔ امامؑ نے مدینہ سے رخصت ہوتے ہوئے اپنی تحریری وصیت جو جناب محمد حنفیہؓ کے سپرد فرمائی تھی، اس میں آپ نے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کی گواہی دی اور اس میں اپنی تحریک اور مقاصد کی یوں وضاحت فرمائی:

و انی لم اخرج اشراً ولا بطراً ولا مفسداً ولا ظالماً و انما خرجت لطلب الاصلاح فی امة جدی (محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ارید ان أمر بالمعروف و انهی عن المنکر واسیر بسیرة جدی

(محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) و ابی علی بن ابی طالب فمن قبلنی بقبول الحق فالله اولی بالحق ومن رد علی هذا اصبر حتی یقضی الله بینی وبین القوم بالحق۔ وهو خیر الحاکمین۔ [1]

میں کسی فتنہ و فساد کو برپا کرنے یا ظلم و ستم پھیلانے نہیں جا رہا بلکہ میں تو صرف اپنے جد بزرگوار کی امت کی اصلاح کے لیے روانہ ہو رہا ہوں۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنا چاہتا ہوں کہ اپنے نانا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اپنے بابا علی علیہ السلام کی سیرت پر چلوں۔ پس جو شخص برحق سمجھ کر قبول کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے حق کو قبول کرنے میں اولیٰ ہے اور جو شخص انکار کرے گا تو میں صبر کروں گا، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ جو بہترین حکم کرنے والا ہے، میرے اور قوم (جفاکار) کے درمیان فیصلہ کرے گا۔

جب آپ مدینہ سے رخصت ہوئے تو اس وقت آپؑ اس آیہ مبارکہ کی تلاوت فرما رہے تھے:

فَخَرَجَ مِنْهَا خَآئِفًا يَّتَرَقَّبُ ۡ قَالَ رَبِّ نَجِّنِىۡ مِنَ الۡقَوۡمِ الظّٰلِمِيۡنَ.(سورۃ القصص:۲۱)

پس حضرت موسیٰؑ اس شہر سے ڈرتے ہوئے اور آس لگائے ہوئے نکل کھڑے ہوئے۔ عرض کرنے لگے: اے میرے خدا! مجھے ظالم قوم کے ہاتھ سے نجات دے۔

اس آیت میں حضرت موسیٰؑ کا فرعون کے ظلم و ستم کی وجہ سے سکونت مصر ترک کرنے پر مجبور ہو کر نکلنے اور ظالموں کے شر سے نجات حاصل کرنے کی دعا کا تذکرہ ہے۔

اسی طرح حضرت امام حسین علیہ السلام مکہ مکرمہ میں پہنچے تو اس وقت یہ آیہ مبارکہ آپؑ کی زبان پر جاری تھی:

---

[1] ۔ نفس المهموم للمحدث قمی، ص ۳۸ طبع المکتبہ الاسلامیہ تہران ۱۳۶۸ھ بمطابق ۱۹۴۸ء۔ بحار الانوار، ج ۱۰، ص ۱۷۴، طبع کمپانی، مقتل الحسین للسید عبد الرزاق المقرم النجفی ص ۱۳۹ طبع مطبعۃ النجف۔ ۱۳۷۶ھ بمطابق ۱۹۵۶ء

وَ لَمَّا تَوَجَّهَ تِلْقَآءَ مَدْيَنَ قَالَ عَسٰى رَبِّيْۤ اَنْ يَّهْدِيَنِيْ سَوَآءَ السَّبِيْلِ .(سورۃ القصص، آیت ۲۲)

اور جب مدین کی طرف ہو لیے تو کہنے لگے کہ قریب ہے کہ میرا پروردگار مجھے ٹھیک ٹھیک راستہ بتلادے۔

اس آیت میں بھی حضرت موسیٰؑ کے مدین میں پناہ لینے اور اس وقت کی مخصوص دعا کا تذکرہ موجود ہے۔ اس سے حضرت امام حسین علیہ السلام کا یہ سفر خدا کے برگزیدہ پیغمبر حضرت موسیٰ بن عمران علیہ السلام سے مشابہت رکھتا ہے۔

## کربلا انسانیت کے لیے ہدایت

واضح ہوتا ہے کہ کربلا تاریخ اسلام کا ایک ایسا عجیب زندہ و جاوید معرکہ ہے جو پوری انسانیت کے لیے رشد و ہدایت کا منبع ہے۔ اعلیٰ انسانی اقدار کا کوئی پہلو ایسا نہیں جو کربلا شناسی اور اسوہ حسینی میں موجود نہ ہو۔ ایثار و قربانی، عزم و استقلال، شرافت و نجابت، تسلیم و رضا اور فکر و عمل جیسی اقدار کربلا میں بہنے والے مقدس لہو کا ایک ایسا عکس ہیں، جو ہر دور کے مظلوموں کو امام حسین علیہ السلام جیسے نجات دہندہ کا کردار ادا کرنے پر مجبور کر دیتی ہیں۔

امام حسین علیہ السلام اور کربلا کا مکتب، ایک تحریک بلکہ ایک مکمل نظام ہے۔ اس کے تہ در تہ حقائق اور معارف صدیوں سے عقل انسانی کو متحیر و مسخر کرتے چلے آرہے ہیں۔

کربلا کی معنویت کا یہ اعجاز ہے کہ وہ ہر بار پھر اپنی ہمہ گیریت و آفاقیت کا اعتراف کروائے بغیر نہیں رہتی۔ حسین علیہ السلام ایک ایسے کردار کا نام ہے، جو ہر عہد کے یزیدی ایوانوں میں "حسینیت" کو نقش کرائے بغیر نہیں رہ سکتا۔

کربلا اور حسین علیہ السلام صرف انسانی کردار کے فطری طرز عمل کا اظہار نہیں بلکہ جیتے جاگتے انسانوں کی نظریاتی آویزش کا ایسا بے مثال مظہر ہے کہ ایک طرف الٰہی نمائندے اپنے مقصد کی سچائی کی روشنی میں مطمئن و شاداں اور فاتحانہ علم نصب کیے ہوئے ہیں تو دوسری

طرف طاغوتی نمائندے مکر و فریب اور جبر و استبداد کے سہارے اسلحے کے باوجود شکست کے حصار میں لرزاں اور تاریخ کے فیصلے سے ہراساں نظر آتے ہیں۔

کربلا کی وسعت کا دائرہ کار عالم آب و گل پر محیط ہے۔ اس لیے آج بھی اپنے سامنے ایک کربلا سجی نظر آتی ہے۔ کربلا روح تاریخ ہے، اس لیے یہ ہر دور میں دہرائی جاتی ہے۔ طاغوت کے نمائندے اور یزید کے چیلے آج بھی مکر و فریب اور جبر و استبداد کے ہتھیاروں سے اسلام اور حسینیوں پر حملہ آور ہیں۔

اسلام ایک بار پھر یزید اور اس کے گماشتوں کے نرغے میں ہے، جب کہ دوسری طرف مظلوم و محروم لوگ نصرت کے اسی طرح طالب ہیں، جیسا کہ صدیوں پہلے تھے۔ اس صف بندی میں ہمیں اپنے مقام کا تعین یقیناً اپنے تاریخی ورثے کی روشنی میں کرنا ہے۔ ہمارا کردار یزیدی ظلمتوں اور اس کے مہیب سایوں میں گھری انسانیت کے نجات دہندہ کا رہا ہے اور ہم شروع ہی سے مظلوم کے حامی اور ظالم کے دشمن رہے۔

تاریخ کے دریچے سے جھانکنے والا ہر شخص جانتا ہے کہ صبح عاشور ہر قسم کے قلق و اضطراب کے ساتھ نمودار ہوئی۔ اس صبح نے یہ انوکھا منظر بھی دیکھا کہ ایک طرف تیس ہزار کے لشکر کا سیل بیکراں اسلحہ جنگ سے لیس، مادی طاقت سے سرشار خونخوار درندوں پر مشتمل ہے اور دوسری طرف مٹھی بھر نجابت و متانت اور قوت ایمانی سے سرشار افراد، سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی طرح سینہ تان کر اور اہل باطل کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بڑے سکون کے ساتھ اذن جہاد کے منتظر کھڑے ہیں اور امام علیہ السلام کے اذن سے شہادت نوش فرما کر پوری انسانیت کو بچا لیتے ہیں۔

ماضی اور عصر حاضر کے بعض غیر ذمہ دار اور کچھ ذمہ دار کوتاہ اندیش افراد شعوری یا لاشعوری طور پر سانحہ کربلا کے حوالے سے قیام امام عالی مقام علیہ السلام کو داغدار کرنے کی مذموم کوشش کرتے ہیں:

الحمد للہ! آج تک اس فتنہ کی سرکوبی کے لیے بہت سے برجستہ محققین نے قلم اٹھایا اور قصر یزیدیت اکھیڑ کر اس کی دھجیاں فضائے بسیط میں بکھیر دی ہیں۔ دامن تاریخ پر اس کی ایک دو نہیں بیسیوں مثالیں موجود ہیں کہ امام حسین علیہ السلام نے خروج نہیں کیا تھا بلکہ وہ الگ شکل تھی۔ کوفہ کے لوگوں نے انہیں دعوت دی تھی کہ آپؑ ہمارے پاس تشریف لائیں، ہم آپؑ کے ساتھ تعاون کریں گے اور اللہ کی شریعت آپؑ قائم کریں تو حضرت امام حسین علیہ السلام ان کی دعوت پر گئے تھے۔ وہ اس وقت حاکم یا خلیفہ نہیں بنے تھے اور نہ انہوں نے خلافت کا اعلان کیا تھا بلکہ عوام کی دعوت قبول کر کے ان کے پاس جانا ضروری سمجھا تھا۔ وہ اس نقطہ نظر سے گئے تھے اور جب وہاں لڑائی شروع ہوئی اور انہوں نے منظر بدلا ہوا دیکھا تو انہوں نے کہا کہ میں لڑنے کے لیے نہیں آیا۔ لوگ مجھے واپس بھیج دیں۔ سرحدوں پر جہاد ہو رہا ہے میں وہاں جان دوں گا۔ یہاں جان دینا صحیح نہیں سمجھتا۔

پھر انہوں نے یہ بھی کہا کہ اگر تم اس کے قائل نہیں ہو تو پھر مجھے یزید کے پاس لے کر چلو میں وہاں بات کروں گا لیکن درمیان میں کچھ سازشی قسم کے عناصر موجود تھے جو نہیں چاہتے تھے کہ حضرت امام حسین کو کسی شکل میں چھوڑا جائے۔ ان سازشیوں نے درمیان میں پڑ کر ساری پیشکشوں کو ٹھکرا کر ان کو شہید کر دیا۔

ان کا یہ بیان محض تاریخ انسانی کے بدترین کردار "یزید" کو بچانے کا ایک حربہ اور اس کی بے جا وکالت ہے جو خانوادہ رسالت کی توہین و تذلیل کو مستلزم ہے۔

ان کی نہایت معتبر اور مستند کتب سے ثابت ہے کہ قتل حسین علیہ السلام کا اصل محرک اور بانی یزید بن معاویہ تھا، جس کا کفر و الحاد اور احکام شریعت سے روگردانی طشت از بام تھی اور اس ظلم و ستم کی وادی میں بدبختیوں کا گھناؤنا اندھیرا چھایا ہوا تھا۔

خروج امام حسین علیہ السلام اور اس خون آشام اور دردانگیز واقعہ کے علل و اسباب کا سلسلہ بہت طویل ہے۔ ذرا عمیق نگاہوں سے صحیح ترین روایات سے اصل حقائق کا اجمالی طور پر جائزہ لیتے ہیں۔ تاریخ آخر تاریخ ہوتی ہے جو امتداد زمانہ کے باوجود ہر دور میں اپنے

سینے میں موجود سچائیاں اگلتی رہتی ہے اور جب بھی کوئی مفاد یا تعصب و تنگ نظری کی عینک پہن کر اس کے حقائق جھٹلانے کی کوشش کرتا ہے تو تاریخ اپنے ناقابل تردید حوالوں کے ساتھ اپنا بھرپور دفاع کرتی ہے۔

امر واقعہ یوں ہے کہ جب زبردستی لوگوں سے یزید بن معاویہ کی بیعت لینے کی کوشش کی جانے لگی، جیسا کہ مشہور مفسر محمود آلوسی بغدادی اس سلسلے میں خارجیوں کی طرف سے عائد کئے گئے الزامات کا جواب دیتے ہوئے ابن جوزی کی سر المصئون سے یہ نقل کرتے ہیں:

> اگر یہ لوگ سیر و تاریخ پر نگاہ کرتے تو ان کو یہ حقیقت معلوم ہو جاتی کہ بیعت یزید کیونکر منعقد ہوئی اور کس طرح لوگوں کو اس بیعت پر مجبور کیا گیا اور کس طرح اس سلسلہ میں تمام قبیح و شنیع کارروائیاں کی گئیں۔[1]

تو اس تناظر میں یزید نے نشہ دولت و اقتدار اور فسق و فجور سے سرشار ہو کر امام حسین علیہ السلام سے شدت سے بیعت کا مطالبہ کیا۔

امام عالی مقام علیہ السلام نے انکار پر اصرار فرمایا۔ آپؑ کسی صورت میں بھی اس کی بیعت نہیں کر سکتے تھے کیونکہ یزید کی بیعت کرنے میں دین اسلام کی ہلاکت و بربادی تھی،

اس لیے سوائے اقدام جہاد کے اور کوئی چارہ کار نہ تھا۔ شاہ عبد العزیز دہلوی حضرت امام حسین علیہ السلام کے اقدام اور خروج کی وجوہات بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

--- بنابر تخلیص رعایا از دست ظالم بود و اعانة المظلوم علی الظالم من الواجبات --- اہل مدینه و اہل مکه و اہل کوفه به تسلط یزید پلید راضی نه شده بودند و مثل حضرت امام حسینؓ و عبد الله بن عباس و عبد الله بن عمر و عبد الله بن زبیر رضی

---

[1] -روح المعانی ۸:۱۲۶۔ طبع ادارۃ الطباعۃ المنیریہ مصر (سن اشاعت ندارد)

الله عنهم بعیت نه کرده بالجمله خروج حضرت امام حسینؓ برای دفع تسلط او بود۔[1]

امام حسین علیہ السلام کا خروج اس لیے تھا کہ کمزور رعایا کو ظالم حاکم (یزید) کے پنجہ استبداد سے رہائی دلائیں۔ ظاہر ہے کہ ظالم سے گلو خلاصی کرانے میں مظلوم کی امداد کرنا واجب ہے۔ مدینہ منورہ، مکہ معظمہ اور کوفہ کے لوگ یزید پلید کے تسلط پر راضی نہ تھے۔ حضرت امام حسین علیہ السلام اور عبد اللہ بن عباس، عبد اللہ بن عمر اور عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہم نے یزید کی بیعت قبول نہیں کی۔ خلاصہ یہ کہ امام حسین علیہ السلام کا خروج اس لیے تھا کہ اس ظالم کا (مسلمانوں پر) تسلط ہونے ہی نہ دیں۔

شاہ صاحب نے امام حسین علیہ السلام کے اقدام قیام کی صرف ایک وجہ اجمالی طور پر بیان کر دی ہے، وگرنہ اس کے علل و اسباب اور اصل محرکات کچھ اور بھی ہیں۔ ان کی اس عبارت پر مزید تبصرہ کی گنجائش نہیں ہے۔

## تین شرائط والی روایت کا بطلان

رہی تین شرطوں کی بات، فیضع یدہ فی یدہ کہ امام علیہ السلام نے فرمایا: میں اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھوں گا، جس کی طرف سابقہ اوراق میں اشارہ کیا گیا ہے۔ یہ بات روایت اور درایت دونوں لحاظ سے سراسر غلط اور بے بنیاد ہے۔ درایت کے خلاف اس طرح ہے کہ امام حسین علیہ السلام کی بلند و بالا شخصیت سے ایسی بات منسوب کرنے کا سوچا بھی نہیں جا سکتا تھا۔ چنانچہ انہوں نے مدینہ سے روانگی کے وقت اپنے بھائی عمر الاطراف سے فرمایا تھا:

خدا کی قسم! میں ہرگز ذلت برداشت نہیں کر سکتا۔

---

[1]. فتاویٰ عزیزی ۱:۲۲، طبع مجتبیائی دہلی ۱۳۱۱ھ

اور اپنے دوسرے بھائی محمد حنفیہ سے فرمایا تھا:

اگر میرے لیے کوئی بھی جائے پناہ نہ ہوئی، تب بھی میں یزید کی بیعت نہیں کروں گا۔

مزید براں عاشور کے دن آپؑ نے فرمایا تھا :

اس بدبخت نے مجھے دو باتوں میں سے ایک کے اختیار کرنے پر مجبور کر دیا ہے: موت یا ذلت۔ ہم ذلت قبول کریں یہ ہرگز نہیں ہو سکتا۔ خدا، اس کا رسول ﷺ، اہل ایمان، پاک و پاکیزہ گودیں، باغیرت چہرے اور نفوس عالیہ اس بات سے انکار کرتے ہیں کہ ہم شریفوں کی شریفانہ موت پر کمینوں کی اطاعت کو ترجیح دیں۔

جیسا کہ اہل سنت کے ایک جید عالم شیخ محمد بن قاسم حنفی نے نقل کیا ہے کہ آپ نے روز عاشور فوج شام کو مخاطب کر کے اس طرح ارشاد فرمایا :

زندگی کی ذلت اور قتل ہو جانے کی ذلت دونوں ہی ناخوشگوار ہیں لیکن اگر ان دونوں میں سے کوئی ایک ضروری ہی ہو گئی تو اچھا یہی ہے کہ خوبصورتی کے ساتھ موت کی طرف قدم آگے بڑھیں۔[1]

کیا ان حالات کے پیش نظر کوئی یہ گمان بھی کر سکتا ہے کہ ایسے غیور امامؑ نے ایسے ذلت آمیز طریقہ سے بیعت کرنے کی خواہشوں کا اظہار فرمایا ہو؟ آپؑ کے ذاتی اوصاف اور خاندانی روایات کے پیش نظر ان کے متعلق یہ تصور کرنا بھی ممکن نہیں ہے۔

امام حسین علیہ السلام جس خانوادے سے تعلق رکھتے تھے، اس کے بزرگ تو بجائے خود بلکہ چھوٹے بچوں کا یہ حال تھا کہ جب ان سے پوچھا جاتا کہ تمہارے نزدیک موت کیسی

---

[1]۔ روضۃ الاخبار منتخب ربیع الابرار زمخشری، ص ۱۳۳، طبع بولاق مصر ۱۳۰۷ھ

ہے؟ تو بلا جھجک جواب دیتے ہیں کہ حق کی تائید و نصرت میں موت شہد سے بھی زیادہ شیرین ہے۔

دوسرا پہلو اس کا خلاف روایت ہونا اس طرح ہے کہ اس سانحہ کے چشم دید گواہان کے بیانات اس کی نفی کرتے ہیں۔ چنانچہ واقعہ کربلا کے عینی شاہد عقبہ بن سمعان [1] کا بیان ہے:

میں مدینہ سے لے کر مکہ تک اور مکہ سے لے کر عراق تک برابر امام حسین علیہ السلام کے ہمراہ رہا اور ان کی شہادت تک میں ان سے علیحدہ نہیں ہوا۔ امامؑ نے مدینہ سے مکہ اور عراق کے درمیانی راستے اور لشکر میں جام شہادت نوش کرنے تک کوئی ایسا کلام نہیں فرمایا جو میں نے نہ سنا ہو۔ یہ جو گمان کرتے ہیں کہ امام عالی مقام علیہ السلام نے کہا تھا کہ وہ یزید کے ہاتھ پر ہاتھ رکھتے ہیں یا مسلمانوں کی کسی سرحد کی طرف نکل جاتے ہیں، بخدا امام حسین علیہ السلام نے ہرگز ان میں سے کوئی بات نہیں کہی۔ [2]

یہی واقعہ حافظ ابن کثیر نے البدایہ والنہایہ ج۸ ص۱۷۵ پر بیان کیا ہے۔ اس کے علاوہ اکثر مؤرخین نے ان شرائط والے مفروضے کا نہایت سختی سے انکار کیا ہے۔

---

[1] - یہ امر نہایت وثوق کے ساتھ ثابت ہے کہ جناب عقبہؓ بن سمعان حضرت امام حسین علیہ السلام کے صحابی اور ان کی زوجہ محترمہ جناب ربابؑ بنت امرؤ القیس الکلبیہ کے غلام تھے۔ (تاریخ طبری ج۶ ص۲۶۱، ۲۴۳، المطبعۃ الحسینیۃ المصریہ۔ قاہرہ الطبعۃ الاولیٰ) علاوہ ازیں شیخ طوسیؒ نے بھی انہیں حضرت امام حسین علیہ السلام کے اصحاب میں شمار کیا ہے۔ (رجال الطوسی ص۷۸ رقم ۲ طبع النجف) البتہ ان کے تفصیلی حالات کتب رجال میں کہیں بھی نہیں پائے جاتے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ واقعۂ کربلا کے بعد انہوں نے اپنے آپ کو پوشیدہ رکھنے کی کوشش کی تاکہ اموی حکمران انہیں موت کے گھاٹ نہ اتار دیں۔ اس میں بھی حکمت پنہاں تھی کیونکہ عقبہؓ بن سمعان نے کربلا کے اصل واقعات لوگوں تک پہنچائے۔

[2] - تاریخ طبری، ج۶، ص۳۳۵۔ تاریخ کامل ابن اثیر، ج۳، ص۲۸۴۔

چنانچہ شیخ محمد الخضری استاد تاریخ اسلامی، جامعہ مصریہ قاہرہ، بنو امیہ کے شدید حامی ہیں اور اپنی کتاب المحاضرات میں جابجا امویوں کی بے جا حمایت اور وکالت کی ہے۔ علامہ محمد العربی نے تحذیر العبقری من محاضرات الخضری نام سے دو بڑی جلدوں میں اس کی رد میں کتاب تحریر کی ہے۔ شیخ محمد الخضری جیسا متعصب شخص بھی یہ حقیقت لکھنے پر مجبور ہو گیا :

ولیس بصحیح انه عرض علیهم ان یضع یده فی ید یزید فلم یقبلوا منه۔[1]

اور یہ بات صحیح نہیں کہ امام حسینؑ نے ان پر یہ صورت پیش کی کہ مجھے یزید کے پاس لے چلو میں اس کے ہاتھ میں ہاتھ دے دوں گا۔ پس انہوں نے آپؑ کی بات قبول نہ کی۔

کتب تاریخ کی ورق گردانی کرنے سے یہ بات بھی سامنے آتی ہے کہ محض ظن کی بناپر بعض اموی ہمنواؤں نے یہ بات مشہور کر دی کہ امام عالی مقامؑ نے یہ کلمات فرمائے ہیں (معاذ اللہ)، حالانکہ در حقیقت ایسا نہیں ہے۔ بات اصل میں یہ ہے، جیسے حافظ ابن کثیر نے لکھا ہے کہ حضرت امام حسینؑ اور عمر بن سعد کے مابین کئی بار مکالمے ہوئے اور ایک بار رات کے وقت گفتگو ہوئی۔ یہاں تک کہ رات کا ایک حصہ گزر گیا اور کوئی نہ معلوم کر سکا کہ دونوں کے درمیان کیا گفتگو ہوئی ہے۔ اس کے بعد ابن کثیر لکھتے ہیں :

ولکن ظن بعض الناس انه سأله ان یذهب معه الی یزید بن معاویة۔[2]

لیکن بعض لوگوں نے یہ گمان کر لیا کہ حضرت امام حسین علیہ السلام نے عمر بن سعد سے سوال کیا تھا کہ مجھے یزید کے پاس لے چلو۔

---

[1] ۔المحاضرات الخضریہ ج ۲، ص ۱۲۸۔ طبع المکتبۃ التجاریۃ الکبریٰ مصر ۱۳۸۲ھ بمطابق ۱۹۶۲ء

[2] ۔البدایہ والنہایہ ۸:۱۷۵۔

مگر یہ حقیقت اس کے بالکل برعکس تھی۔ جیسا کہ اوپر بیان ہوا کہ امام عالی مقامؑ نے بار بار اپنے مقصد کا تعارف انتہائی واضح اور غیر مبہم الفاظ میں کروادیا تھا۔ کوئی نہیں کہہ سکتا کہ بس اچانک لڑائی چھڑ گئی، یہ چند سازشیوں کی کارروائی تھی۔

یہ نظریہ اموی ذہنیت کی پیداوار ہے۔ یہ فیصلہ تو محشر کے دن ہی ہو گا، جب یہ وحشی مجرم اپنے ہاتھوں میں خون ناحق کی لالی لیے عدالت خدا کے کٹہرے میں کھڑے ہو کر یہ کہہ رہے ہوں گے۔

دامن کو لیے ہاتھ میں کہتا ہے یہ قاتل

کب تک اسے دھویا کروں لالی نہیں جاتی

تاریخ کا ہر طالب علم جانتا ہے کہ خیام حسینی کے سامنے یزیدی لشکر کئی دن تک پڑاؤ ڈالے رہا۔ مذاکرات ہوتے رہے، امام اور ان کے ساتھیوں نے کئی بار یزیدی لشکر کے سامنے اپنے اہداف کو واضح الفاظ میں بیان کیا اور انہیں متوجہ کیا کہ وہ کس کے خلاف لڑنے کے لیے لائے گئے ہیں اور لڑائی ہوئی تو دنیا و آخرت میں ان کا کیا انجام ہو گا۔

اس اعصابی جنگ کے نتیجے میں یزیدی لشکر کا ایک اہم کمانڈر حر ابن یزید ریاحی امام حسین سے آ ملا اور اسی طرح کے متعدد واقعات ہوئے۔ چونکہ نواسہ رسول ﷺ کی ذات دنیائے عالم کی عقیدت کا مرکز و محور ہے۔

لہٰذا قیام امام حسینؑ کے اہداف و مقاصد کو اسلامی تاریخ سے ہٹ کر اپنی سوچ اور فکر اور نظریات کے تناظر میں دیکھنا چونکہ نہ صرف عالم اسلام بلکہ عالم انسانیت کے لیے بھی ایک تکلیف دہ امر ہے، اس سے جہاں تاریخی حقائق کی نفی ہوتی ہے وہیں مختلف مکاتب فکر کی دل آزاری کا پہلو بھی سامنے آتا ہے، لہٰذا مندرجہ بالا نکات میں انتہائی اختصار کے ساتھ اس امر کی وضاحت کر دی گئی ہے۔

یزید عملی طور پر ایک انتہائی فاسق و فاجر شخص تھا بلکہ وہ خیالات و نظریات کے اعتبار سے بھی ایسا لاُبالی تھا کہ وہ احکام شریعت کا استہزاء کیا کرتا تھا۔ اہل مدینہ نے صحابہؓ و تابعینؒ کا ایک بڑا وفد تشکیل دیا۔ اس وفد کے سربراہ حضرت عبد اللہ بن حنظلہؓ (غسیل ملائکہ) فرماتے ہیں:

خدا کی قسم! ہم نے اس وقت تک یزید کے خلاف آواز بلند نہیں کی، جب تک ہمیں یہ خوف دامن گیر نہیں ہو گیا کہ ہم پر آسمان سے پتھر نہ برسیں۔ کیونکہ وہ ایسا شخص تھا جو جنسی خواہشات کی تکمیل کے لیے اپنی سوتیلی ماؤں اور اپنی بیٹیوں اور بہنوں تک کو نہ چھوڑتا تھا اور شراب علانیہ پیتا اور نماز ترک کرتا تھا۔ گانے والیاں باجوں طبلوں کے ساتھ اس کے اردگرد گاتی بجاتی رہتی تھیں۔[1]

## یزید پلید کی دہشت گردی اور بربریت کا سنسنی خیز سانحہ

اسی کا نتیجہ تھا کہ اہل مدینہ نے یزید کی بیعت توڑ دی۔ اہل مدینہ کے متعلق سرور کائناتؐ کی مشہور حدیث ہے کہ آپؐ نے فرمایا:

لایرید احدٌ اھل المدینۃ بسُوءٍ الا اذا بہ اللہ فی النار ذاب الرصاص۔[2]

جو کوئی بھی اہل مدینہ کے ساتھ برائی کا ارادہ کرے گا تو اللہ تعالیٰ اسے آگ میں پگھلا دے گا، جیسے قلعی آگ میں پگھل جاتی ہے۔

یہ حدیث حضرت سعد بن ابی وقاص اور حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہے۔ اسی طرح حضرت عبادہؓ بن صامت سے روایت ہے کہ حضور پاکؐ نے فرمایا:

---

[1]. تاریخ الخلفاء سیوطی، ص۲۰۸، طبع مجیدی کانپور ۱۳۳۶ھ بمطابق ۱۹۱۸ء۔ البدایہ والنہایہ، ج۸، ص۲۳۶، طبع قاہرہ۔

[2]. صحیح مسلم، ج۱، ص۴۴۱، ۴۴۵۔ صحیح بخاری، ج۱، ص۲۵۲۔ سنن ابن ماجہ، ص۲۳۲۔

"اللّٰھم من ظلم اھل المدینۃ و اخافھم فاخفہ و علیہ لعنۃ اللہ و الملائکتہ و الناس اجمعین لا یقبل منہ صرف و لا عدل"[1]

اے اللہ جس نے اہل مدینہ پر ظلم کیا اور انہیں خوفزدہ کیا، تو بھی اسے خوف زدہ کر، اس پر اللہ کی لعنت، تمام فرشتوں اور انسانوں کی لعنت۔ نہ اس کی توبہ قبول، نہ اس کا فدیہ قبول۔

علامہ ہیثمی اس دعائے مبارکہ کے ذیل میں لکھتے ہیں:

رواہ الطبرانی فی الاوسط والکبیر و رجالہ رجال الصحیح۔[2]

طبرانی نے اسے معجم اوسط اور معجم کبیر میں روایت کیا ہے۔ اس کے تمام راوی بخاری کے راوی ہیں۔

یہی حدیث حضرت سائب ابن خلادؓ سے بھی مروی ہے۔

لیکن یزید نے اس ارشاد رسولؐ کی خلاف ورزی کرتے ہوئے دہشت گردی کی انتہاء کر دی چنانچہ اس نے تقریباً بارہ ہزار کا لشکر بھیجا۔

بقول ابن کثیر:

اہل مدینہ بھی اتنے کثرت سے نکلے کہ اس طرح کا نکلنا کبھی دیکھا نہ گیا۔[3]

اس میں سات سو مہاجرین و انصار شہید ہوئے اور ان کے علاوہ دس ہزار دیگر آدمی شہید ہوئے۔ تین دن تک یزید کی فوج نے مدینہ کو مباح قرار دیا۔ جو سامنے آتا اسے فوراً قتل کر دیتے۔ اہل مدینہ کے اموال لوٹتے۔ ایک ہزار کنواری لڑکیوں نے بچے جنے اور

---

[1] - مجمع الزوائد ''باب فیمن اخاف اھل المدینۃ'' ج۳ص۳۰۶، طبع قاہرہ

[2] - ملاحظہ ہو مسند الامام احمد ج۴:۵۵-۵۶۔ المطبعۃ المیمنیۃ مصر ۱۳۱۳ھ سیر اعلام النبلاء، ۳:۳۲۴۔ موسئۃ الرسالۃ بیروت ۱۴۰۱ھ بمطابق ۱۹۸۱ء

[3] - البدایہ والنہایہ، ۸:۲۲۵۔

بنو امیہ کے کاسہ لیسوں، زر خرید گماشتوں، ظلم و استبداد کے نمک خواروں نے اسلام پر ایسے ایسے بہیمانہ مظالم ڈھائے، جن کو گنا جاسکتا ہے اور نہ بیان کیا جاسکتا ہے۔

اس کا اندازہ محض ایک جانگداز واقعہ سے کیا جاسکتا ہے، جسے اہل سنت کے جید مصری عالم علامہ عباس محمود العقاد نے اپنی شہرہ آفاق تصنیف ''ابو الشھداء حسین ابن علی علیھما السلام" میں یزید کی دہشت گردی کے خون آشام سانحہ کو بیان کرتے ہوئے لکھا ہے:

یزید کے گورنر مدینہ مسلم بن عقبہ کا ایک سپاہی قبیلہ انصار کی ایک عورت کے گھر میں زبردستی داخل ہوا۔ وہ عورت اپنے معصوم بچے کو لیے گود میں دودھ پلا رہی تھی۔

اس سپاہی نے پوچھا :ھل من مال ؟

تمہارے پاس کچھ ساز و سامان ہے ؟

اس عورت نے کہا :لا واللہ ما ترکوا لنا شیئا۔

خدا کی قسم !فوجی سارا گھر لوٹ کر لے گئے ہیں۔ اب کوئی چیز بھی (انہوں نے) ہمارے لیے باقی نہیں چھوڑی۔

اس سپاہی نے کہا :و اللہ لتخرجن الیّ شیئاً او لا قتلنك و صبیك ھذا۔

میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ مال (جو بچ گیا ہے) میرے حوالے کر دے، ورنہ میں تجھے بھی قتل کر دوں گا اور تیرے اس بچے کو بھی۔

اس عورت نے چلا کر کہا :ویحك انه ولد ابن ابی کبشة الانصاری صاحب رسول اللہ۔

۔ برا ہو تیرا!! (تجھے معلوم ہونا چاہیے) کہ یہ بچہ کسی اور کا نہیں (بلکہ) ایک صحابی رسولؐ حضرت ابن ابی کبشہ انصاری کا بیٹا ہے۔

فاخذ برجل الصبی والشدی فی فمه فجذ به من حجرها فضرب به الحائط فانتثر دماغه علی الارض۔

بچہ ماں کا دودھ پینے میں مصروف تھا کہ اس شخص (سپاہی) نے بچے کو ٹانگوں سے پکڑ کر کھینچا اور اتنے زور سے دیوار پر دے مارا کہ اس بچے کا مغز باہر نکل پڑا۔

اس درج بالا واقعہ کے متصل ہی علامہ عباس محمود العقاد نے اس امر کا بھی صاف اظہار کر دیا ہے:

وهو مثل من أمثال قد تكررت بعدد تلك البيوت التی قتل فيها اولئك الالوف من النسوة و الاطفال والآباء و الامهات۔۔۔۔

یہ (مذکورہ بالا واقعہ) انتہائی ظلم و بربریت کی صرف ایک مثال ہے۔ ایسے ہی ہزاروں خوفناک واقعات اہل مدینہ کے ان گھروں میں پیش آئے، جن میں عورتیں، بچے، چھوٹے بڑے سبھی موت کے گھاٹ اتار دیے گئے۔[1]

ہمیشہ سے یہ حقیقت تسلیم شدہ ہے کہ شہادت کا خون رائیگاں نہیں جاتا۔ اس کے ذریعے سینچی جانے والی قوم اہل بیتؑ کے متوالوں کو جنم دیتی ہے۔ مزید براں علامہ موصوف ان سنسنی خیز اور خون کے آنسو رلانے والے واقعات کا خلاصہ ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں:

لقد كانت ضربة كربلا و ضربة المدينة و ضربة البيت الحرام اقوى ضربات بنی امية لتمكين سلطانهم و تثبيت بنيانهم و تغليب ملكهم على المنكرين و المنازعين فلم ينتصر عليهم المنكرون و المنازعون بشئ كما انتصروا عليهم بضربات ايديهم و لم يذهبوا بها ضاربين حقبة حتى ذهبوا بها مضروبين الى آخر الزمان و تلك جريرة يوم واحد

---

[1] -ابو الشہداء حسین بن علی:۱۷۹۔ طبع دار الکتاب العربی بیروت ۱۹۶۹ء

هویوم کربلاء فاذا بالدولة العریضة تذهب فی عمر رجل واحد مدید الایام واذا بالغالب فی یوم کربلاء اخسر من المغلوب اذا وضعت الاعمار المنزوعة فی الکفتین۔ [1]

سانحہ کربلا، مدینہ منورہ اور مکہ مکرمہ کی تباہی و بربادی، وہ سنگین ضربات ہیں، جن کے ذریعے بنی امیہ نے اپنی سلطنت کو مستحکم کیا اور اپنے مخالفین کو کچل کر اپنا اقتدار منوانے کی کوشش کی۔ مگر ان سنگین حملوں کا جتنا فائدہ ان کے مخالفین اور دشمنوں کو پہنچا، انہیں نصیب نہ ہو سکا۔ بنی امیہ نے اپنے ہاتھوں ہی بربادی پائی اور ان تمام ہولناک اقدامات سے فائدہ ان کے مخالفین نے اٹھایا۔ وہ لمبے عرصہ تک شدید وار کرتے رہے، پھر بھی قیامت تک الٹا انہی پر وار ہوتے رہیں گے۔ یہ سب واقعہ کربلا کا خمیازہ تھا۔ وہ طویل و عریض حکومت ایک انسان کی طبعی عمر بھی نہ پا سکی۔ کربلا میں جو بظاہر غالب نظر آرہا تھا، وہ ہمیشہ کے لیے مغلوب و مقہور ثابت ہوا۔

اس بربریت اور مظالم سے بھرپور المیہ کو واقعہ حرہ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ چنانچہ علامہ ذہبی المتوفی ۷۴۸ھ جیسا متبحر عالم بھی چیخ اٹھا اور یزید بن معاویہ کی وحشیانہ حرکات پر یوں نوحہ کناں ہیں:

وکان ناصبیا فظا غلیظا جلفا یتناول المسکر و یفعل المنکر افتتح دولته بمقتل الشهید الحسین و اختتمها بواقعة الحرة فمقته الناس ولم یبارك فی عمره۔ [2]

یزید ناصبی، انتہائی بدخو، تند مزاج اور گنوار قسم کا شخص تھا۔ شراب پیتا اور برے افعال کا مرتکب ہوتا تھا۔ اپنی حکومت کا آغاز حسینؑ شہید کے قتل سے کیا اور اسے واقعہ حرہ پر ختم کیا، جس کی وجہ سے لوگوں نے اس سے نفرت کی اور خدا نے اس کی عمر میں برکت نہ دی۔

---

[1] ۔ابو الشہداء۔ ص ۱۸۱۔ طبع جدید بیروت۔

[2] ۔ سیر اعلام النبلاء ۴:۳۷۔۳۸۔ طبع جدید بیروت۔

کرب وبلا کے جانکاہ وروح فرسا اور خون آشام واقعہ کے بعد یزید بن معاویہ کا کفر اس انتہا تک پہنچ چکا تھا کہ مدینۃ النبیؐ کو تباہ وبرباد کرنے کے لیے اس نے اپنے گورنر مسلم بن عقبہ کی معیت میں ۱۲ ہزار اور بروایت دیگر بیس ہزار سپاہی مدینہ منورہ روانہ کیے اور ساتھ ہی مدینہ میں تین روز تک قتل وغارت گری کا بازار گرم کرنے کی ہدایت کر دی۔

یزید کے باپ معاویہ نے وصیت کی تھی کہ مدینہ کے کچھ لوگ تیری بیعت نہیں کریں گے، ان کی سرکوبی کے لیے مسلم بن عقبہ کو مدینہ کا گورنر بنانا۔ یزید پلید نے اپنے باپ کی اس وصیت پر پورا عمل کیا ہے۔ اس تناظر میں یہ سب واقعات ایک طے شدہ منصوبے کا حصہ معلوم ہوتے ہیں۔ تاریخ بتاتی ہے کہ یزید کے گورنر مسلم بن عقبہ نے مدینہ پر اس شدت سے حملہ کیا کہ اہل مدینہ دھاڑیں مارتے ہوئے باہر نکل پڑے۔ پندرہ ہزار مرد، خواتین اور معصوم بچوں کے جسموں کو ریزہ ریزہ کر کے ان کو موت کے گھاٹ اتار دیا گیا۔

اسلامی تاریخ کے اوراق گواہ ہیں کہ مسجد نبویؐ کے آس پاس خون میں لت پت لاشوں کے ڈھیر ہی ڈھیر نظر آتے تھے۔ مدینے کی گلیوں میں انسانی خون بہتا رہا۔ ان درندہ صفت انسانوں نے شقاوت ودرندگی کی حد کر دی کہ ان تین راتوں میں مدینہ کی تقریباً ایک ہزار خواتین کی عصمت دری کی گئی۔ اس سلسلے میں حافظ ابن کثیر دمشقی بڑے دکھ بھرے لفظوں میں خامہ فرسائی کرتے ہیں :

ولدت الف امرأۃ من اھل المدینۃ بعد وقعۃ الحرۃ من غیر زوج۔

واقعہ حرہ کے بعد مدینہ کی ایک ہزار عورتوں نے ناجائز بچے جنے۔[1]

---

[1] -البدایۃ والنہایۃ ۸:۲۲۱

علاوہ بریں مسجد نبویؐ کو گھوڑوں اور گدھوں کا اصطبل بنائے رکھا۔ یزید کے ظلم نے اہل مدینہ پر مصائب کی انتہا کر دی۔ اس سنسنی خیز دہشت گردی اور قتل و غارت گری نے مسلمانوں کے کلیجے خون کر دیے۔

تو مشق ناز کر خون دو عالم میری گردن پر

۶۳ھ میں اہل مدینہ نے حضرت عبد اللہؓ بن حنظلہ غسیل الملائکہ کی سربراہی میں مہاجرین و انصار اور مدینہ کی دیگر اہم شخصیات کا ایک وفد یزید کے پاس دمشق بھیجا۔ جب یہ وفد واپس مدینہ آیا تو انہوں نے یہ اعلان کیا :

قدمنا من رجل لیس له دین یشرب الخمر تعذب عنده المغنیات بالمعازف۔

ہم ایسے شخص کے پاس سے آرہے ہیں جو بالکل بے دین ہے۔ شراب پیتا ہے اور گانے والیاں اس کے پاس رقص کرتی ہیں۔

حضرت عبد اللہ بن حنظلہ غسیل الملائکہ ﷺ نے واضح الفاظ میں کہہ دیا کہ مجھے خوف ہے کہ آسمان سے کہیں پتھروں کی بارش نہ ہونے لگے کیونکہ یزید تو اتنا بڑا بے دین ہے :

انه رجل ینکح الامهات والاولاد و البنات و الاخوات و یشرب الخمر و یدع الصلوٰة۔ [1]

یہ شخص ماؤں، اولاد، بیٹوں اور بہنوں کا آپس میں نکاح کر دیتا ہے۔ شراب پیتا ہے اور تارک نماز ہے۔

انہوں نے یزید پلید کی بدکاریوں کی وجہ سے اس کی بیعت توڑ دی۔ اسی کے نتیجے میں حرہ کا خون ریز واقعہ پیش آیا۔

---

[1] - سیر اعلام النبلاء، ذہبی، ج۳ ص ۳۲۴، طبع بیروت، تاریخ الخلفاء: ص ۱۴۶۔ صواعق محرقہ: ص ۱۳۲۔ مکتب القاہرہ مصر ۱۳۸۵ھ بمطابق ۱۹۶۵ء

اگرچہ یہ واقعہ تاریخ کے صفحات میں واقعۂ حرہ کے نام سے محفوظ ہے مگر اس کے باوجود نجانے بعض لوگ اسے زبان پر لانا گوارا نہیں کرتے، آخر ایسا کیوں؟

یہ ارباب فکر و نظر کے لیے ایک لمحہ فکریہ ہے۔ ہم اس بحث میں پڑنا نہیں چاہتے۔ سر دست اس سانحے کے اصل محرکات بیان کرنا مقصود ہے۔ دنیائے عرب کے مشہور جید مصری عالم و محقق اور ممتاز داعی و مفکر علامہ عباس محمود العقاد کی شہرۂ آفاق تصنیف ابوا الشہداء کو لبنان کے مرکزی اشاعتی ادارہ دار الکتاب العربی بیروت نے شائع کرنے کی سعادت حاصل کی ہے۔ یہی مطبوع نسخہ میرے پیش نظر ہے۔ فاضل مصنف اپنی اس کتاب کے صفحہ ۱۷۷۔ ۱۷۸ پر بعنوان ثورۃ المدینۃ واقعۂ حرہ کے پیش آمدہ سانحہ پر یوں نوحہ کناں ہیں :

و بدا فی ثورۃ المدینۃ ان یزید لم یستفد کثیراً و لا قلیلاً من عبرۃ کربلا لانه سلط علی اهلها رجلاً لا یقل فی لؤمه و غله و سؤ دخلته و ولعه بالشر و التعذیب و عبثه بالتقتیل و التمثیل عن عبیداللہ بن زیاد و هو مسلم بن عقبۃ المری فأمره ان یسوم التأثرین البیعۃ بشرطه (الی ان قال) الذی سامهم ایاه بعد اقتحام المدینۃ و انقضأ الایام الثلاثۃ التی انتظر فیها طاعتهم انهم یبایعون امیرالمؤمنین علی انهم خول له یحکم فی دمائهم و اموالهم ما شاء و اذا کان شئ اثقل علی النفوس من هذا الشرط و اقبح فی الظلم من استباحۃ الارواح و الاعراض فی جوار قبر النبی علیه السلام فذالك هو ولایۃ هذا النکال بید مجرم مفطور علی الغل و الضغینۃ مثل مسلم بن عقبۃ کانه یلقی علی الناس و زر مرض النفس و مرض الجسد و مرض الدم الذی ابلاه ولم یبل ما فی طویته من رجس و مکیدۃ فاستعرض اهل المدینۃ بالسیف جزراً کما یجزر القصاب الغنم حتی ساخت الاقدام فی الدم و قتل أبنا المهاجرین و الانصار و أوقع کما قال ابن کثیر من المفاسد العظیمۃ فی المدینۃ النبویۃ ما لا یحد و لا یوصف۔۔۔۔

مدینہ منورہ کی ہولناک قتل وغارت گری سے یہ بات ظاہر ہو گئی ہے کہ یزید پلید نے کربلا کے واقعہ سے ذرہ برابر بھی عبرت حاص نہ کی تھی۔ اس لیے کہ اس نے اہل مدینہ پر ایسے شخص کو مسلط کر دیا جو کمینگی و بد بختی اور خباثت وضلالت میں عبید اللہ بن زیاد سے کم نہ تھا۔ وہ مسلم بن عقبہ ہے، جو شقاوت و دریدہ دہنی اور لوگوں کو اذیتیں دینے میں سب سے پیش پیش تھا۔ یزید نے اسے حکم دیا کہ مدینہ والوں سے ہماری شرط کے مطابق بیعت لو، اگر وہ فوری طور پر میری اطاعت قبول نہ کریں تو بے شک تین دن کے لیے مدینہ کو مباح قرار دیا جائے اور یزید نے یہ شرط بھی عائد کی تھی کہ مدینہ میں داخل ہونے کے بعد تین روز تک وہاں کے رہنے والوں کو میری بیعت کی اس شرط پر دعوت دو:

وہ امیر المؤمنین یزید کی بیعت اس حیثیت سے کرتے ہیں کہ وہ یزید کے غلام ہیں۔ اسے ان کی جان ومال پر پورا اختیار ہے، جو چاہے کرے۔

اس سے بڑھ کر انتہائی سنگین شرط کیا ہو سکتی تھی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ سلم کی قبر مبارک کے جوار میں رہنے والوں کی جان، مال اور عزت و آبرو پر اس سے بڑھ کر کون سا ظلم ہو سکتا ہے کہ مسلم بن عقبہ جیسے بد بخت، کمینے اور خبیث آدمی کو اہل مدینہ پر مسلط کر دیا جائے۔ گویا وہ اپنے کمینے پن کی ناپاکی اور نجس جسم کی بیماری کا بدلہ لوگوں سے لینے کا خواہشمند تھا۔ پس اس ظالم نے اہل مدینہ کو تلوار سے اس طرح ذبح کیا، جس طرح قصاب بھیڑ بکریوں کو ذبح کرتا ہے۔ حتیٰ کہ اس نے اہل مدینہ کا اتنا خون بہایا کہ ان کے قدم خون میں ڈوب گئے اور مہاجرین وانصار کے بچوں کو بڑی بے رحمی سے قتل کیا اور اس طرح تباہی وبربادی کی کہ بقول ابن کثیر دمشقی "مدینہ منورہ میں کھیلی گئی خون کی ہولی کا شمار اور وصف بیان کرنا ناممکن ہے۔

سب لوگ یزید کی لامذہبیت اور بداعمالی سے بے حد بیزار تھے۔ ان کا بیعت کرنا ایک ناممکن چیز تھی۔ اتنے سخت مصائب و مشکلات کو برداشت کرنا اور موت کو گلے لگانا ان کے لیے

آسان تھا، مگر یزید کی بیعت قبول کرنا ان کے نزدیک بدترین ہلاکت تھی اور اس کی غلامی کا ایک ایک لمحہ ان کے لیے سخت ذلت ورسوائی تھی۔

اس بڑے سانحہ کے شب وروز میں اہل مدینہ کے ساتھ کیا کچھ نہیں کیا گیا، مگر انہوں نے حق گوئی اور بے مثال جرأت کا مظاہرہ کیا۔ ان پر کیے گئے مظالم کو بیان کرنے سے دل خون کے آنسو رونے لگتا ہے۔ قلم لرزہ بر اندام ہو جاتا ہے۔ بنو امیہ کا زبردست حامی ابن تیمیہ حرانی بھی اس واقعہ حرہ پر تڑپ اٹھتا ہے۔ ان کو اتنا دکھ سانحہ کربلا کے رونما ہونے پر نہیں، جتنا اس واقعہ پر ہوا ہے۔ وہ یزید بن معاویہ کی اس بھیانک دہشت گردی کا اظہار کیے بغیر نہ رہ سکے۔ چنانچہ رقم طراز ہیں:

فارسل (یزید بن معاویة) مسلم بن عقبة المری و امرہ اذا ظهر علیهم ان یبیح المدینة ثلاثة ایام و هذا هو الذی عظم انکار الناس له من فعل یزید۔[1]

یزید بن معاویہ نے اہل مدینہ کی طرف مسلم بن عقبہ کو بھیجا اور حکم دیا کہ جب تو اہل مدینہ پر غالب آئے تو مدینہ کو تین دن تک مباح قرار دینا اور اس فعل قبیح کی وجہ سے لوگوں نے یزید پر نکیر کی۔

پانچوں صدی کے ایک عالم علامہ ابن حزم اندلسی جو اموی نظریات کے زبردست حامی ہیں، اپنی کتاب جمهرة انساب العرب ص ۱۱۲ طبع جدید بیروت میں یزید بن معاویہ کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

وکان قبیحَ الآثار فی الاسلام قتل اهلَ المدینة و افاضل الناس و بقیّة الصحابة رضی الله عنهم یوم الحرّة فی آخر دولته و قتل الحسینَ رضی الله عنه و اهلَ بیته فی اوّل دولته و

---

[1] -منهاج السنه، ج ۲ ص ۲۵۳ طبع اول، المطبعۃ الکبریٰ الامیریہ بولاق مصر ۱۳۲۱ھ بمطابق ۱۹۰۳ء

حاصر ابن الزبیر رضی اللہ عنہ فی المسجد الحرام و استخفّ بحرمة الکعبة و الاسلام فاماتہ اللہ فی تلك الایام۔۔۔۔

اسلام میں وہ بہت بڑے قبیح آثار کا حامل شخص تھا۔ اپنی حکومت کے آخری دور میں اس (یزید) نے مدینہ منورہ میں لوگوں کا قتل عام کیا اور بڑے بڑے اہل علم و فضل اور بچے کھچے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو شہید کروادیا اور اپنے اقتدار کے ابتدائی ایام میں حضرت امام حسینؓ اور ان کے خاندان کے افراد کو شہید کروادیا۔ اس نے حرم کعبہ میں عبد اللہ بن زبیرؓ کا محاصرہ کیا اور خانہ کعبہ کی توہین کا مرتکب ہوا۔ اسلام کی عظمت کو اس نے بری طرح پامال کیا۔ پس اللہ تعالیٰ نے اسے ان ایام میں موت دے دی۔

ستم یہ کہ مسجد نبویؐ میں لوگوں کو ذکر الٰہی سے روک دیا گیا اور اس کی ہتک حرمت کر کے اسے کئی دنوں تک تباہ و برباد کیا۔ جب کہ دنیا کا سب سے بڑا ظالم ہی وہی ہے جو لوگوں کو مسجد خدا سے روکتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَ مَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسٰجِدَ اللّٰهِ اَنْ یُّذْكَرَ فِیْهَا اسْمُهٗ وَ سَعٰى فِیْ خَرَابِهَا ؕ اُولٰٓىٕكَ مَا كَانَ لَهُمْ اَنْ یَّدْخُلُوْهَاۤ اِلَّا خَآىٕفِیْنَ ؕ لَهُمْ فِی الدُّنْیَا خِزْیٌ وَّ لَهُمْ فِی الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِیْمٌ (سورۂ بقرہ آیت ۱۱۴)

اور اس شخص سے بڑا ظالم کون ہو سکتا ہے جو اللہ کی مسجدوں میں اس کا نام لینے سے روکے اور ان کی ویرانی کی کوشش کرے، ان لوگوں کو مسجدوں میں داخل ہونے کا حق نہیں مگر خوف کے ساتھ، ان کے لیے دنیا میں رسوائی اور آخرت میں عذاب عظیم ہے۔

اس سے بڑھ کر یزید پلید کے ظالم ترین ہونے کی کیا دلیل ہو سکتی ہے۔ مدینہ طیبہ میں تین دن تک مسجد نبویؐ میں اذان ہوئی نہ ہی نماز۔ ستم بالائے ستم یہ کہ مسجد رسولؐ کو غلاظتوں اور نجاستوں سے بھر دیا گیا۔ مدینہ کی گلیاں بے گناہ صحابہؓ، ان کی اولادوں اور دیگر مسلمانوں کی لاشوں سے بھر گئیں۔

دسویں ہجری کے نامور عالم علامہ احمد بن حجر الہیتمی المکی یزید لعین کی بربریت و دہشت گردی بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں :

و وقع من ذلك الجيش من القتل و الفساد العظيم و السبى و اباحة المدينة ما هو مشهور حتى فض نحو ثلاث مأة بكر و قتل من الصحابة نحو ذلك و ممن قرأ القرآن نحو سبعمائة نفس و ابيحت المدينة اياما و بطلت الجماعة من المسجد النبوى اياما و اختفت اهل المدينة اياماً فلم يمكن احداً دخول مسجدها حتى دخلته الكلاب والذئاب و بالت على منبره صلى الله عليه و آله سلم۔۔۔ و لم يرض امير ذلك الجيش الابان يبايعوه ليزيد على انهم خول له ان شاء باع و ان شاء اعتق فذكر له بعضهم البيعة على كتاب الله و سنة رسوله فضرب عنقه و ذلك فى وقعة الحرة السابقة۔[1]

اور اس لشکر کے ہاتھوں قتل، فساد عظیم اور مدینے کو مباح کر دینے کی باتوں میں سے جو کچھ ہوا، وہ مشہور ہے۔ یہاں تک کہ تقریباً تین سو کنواری لڑکیوں کی عصمت دری ہوئی اور تقریباً اسی قدر صحابہ ؓ کرامؓ قتل کئے گئے۔ جب کہ قاریانِ قرآن میں سے سات سو افراد موت کے گھاٹ اتارے گئے۔ کئی دن تک مدینہ ٔمنورہ کو (ہر طرح کے ظلم و ستم کے لیے) مباح کر دیا گیا۔ کئی دن تک مسجد نبویؐ میں جماعت نہیں ہوئی اور کئی روز تک اہل مدینہ چھپے رہے اور کسی کے لیے مسجد نبویؐ میں داخلہ ممکن نہ ہو سکا۔ حتیٰ کہ مسجد نبیؐ میں کتے اور بھڑیئے داخل ہوئے اور انہوں نے منبر رسولؐ کو نجس کیا۔ اسی لشکر کا امیر مسلم بن عقبہ اس کے سوا کسی اور بات پر راضی نہ ہوا کہ لوگ اس کے ہاتھ پر یزید کی بیعت اس امر پر کریں کہ وہ یزید کے غلام ہیں۔ وہ چاہے تو انہیں بیچ ڈالے اور چاہے تو آزاد کر دے اور جب اہل مدینہ میں بعض نے کتاب خدا اور سنت رسولؐ پر بیعت کرنے کا ذکر کیا تو اس نے ان کی گردنیں کاٹ دیں۔ یہ سب کچھ واقعہ حرہ میں ہوا۔

---

[1] ۔الصواعق المحرقہ، ص ۲۲۲، طبع مصر۔

یہی باتیں ابن تیمیہ حرانی المتوفی ۷۲۸ھ کے مایۂ ناز شاگرد حافظ ابن کثیر شامی المتوفی ۷۷۴ھ نے البدایہ والنہایہ جلد ہشتم ص ۲۰۰، ۲۲۱ مطبوعہ قاہرہ میں بڑی صراحت سے قلم بند کی ہیں۔

مدینہ منورہ وہ مقدس شہر ہے، جہاں آقائے نامدار امام الانبیاء حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم محو استراحت ہیں۔ جن لوگوں نے مدینہ والوں کو دہشت گردی اور ظلم وستم کا نشانہ بنایا۔ وہ توہین وتحقیر رسالت کے مرتکب ہوئے ہیں اور وہ دوزخ کی بھڑکتی آگ میں ڈالے جائیں گے۔

چنانچہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے ارشاد فرمایا :

لا یکید اھل المدینۃ احد الا انماع کما ینماع الملح فی الماء۔

جو شخص اہل مدینہ سے دھوکہ اور برائی کرے گا، وہ اس طرح پگھل جائے گا، جس طرح نمک پانی میں گھل جاتا ہے۔

ملاحظہ ہو صحیح بخاری، جلد اول اور صحیح مسلم جلد اول ص ۴۴۱ مطبوعہ نول کشور میں حسب ذیل الفاظ کے ساتھ مروی ہے :

لا یرید احد اھل المدینۃ بسوٴ الا اذابہ اللہ فی النار ذاب الرصاص او ذوب الملح فی الماء۔

جو شخص اہل مدینہ سے برائی کا ارادہ کرے گا، اس کو اللہ تعالیٰ اس طرح پگھلا دے گا جس طرح سیسہ آگ میں یا نمک پانی میں گھل جاتا ہے۔

اس حدیث بالا کی شرح میں امام نووی تحریر کرتے ہیں :

کما انقضی شان من حاربھا ایام بنی امیۃ مثل مسلم بن عقبۃ فانہ ھلك فی منصرفہ عنھا ثم ھلك یزید بن معاویۃ مرسلہ علی اثر ذلك وغیرھما ممن صنع ضیعھما۔

جس طرح ان لوگوں کی شان و شوکت ختم ہوئی، جنہوں نے بنی امیہ کے دور میں اہل مدینہ کے ساتھ جنگ کی تھی۔ مثلاً مسلم بن عقبہ نے، یہ اس جنگ سے واپسی پر ہی (راستہ) میں ہلاک ہو گیا۔ پھر اس کے بعد یزید بن معاویہ بھی اپنے منطقی انجام کو پہنچ گیا، جو مسلم بن عقبہ کو (مدینہ کی تباہی کے لیے) بھیجنے والا تھا۔

بعینہ یہی تشریح دیگر شارحین احادیث نے کی ہے۔ ملاحظہ فرمائیں فتح الباری، ج۵ ص۷۵ طبع بولاق مصر ۱۳۰۱ھ عمدۃ القاری، ج۵ ص۱۴۸، طبع قسطنطنیہ، ارشاد الساری للقسطلانی، ج۳ ص۳۳۶ طبع کانپور، شرح کرمانی، ج۹ ص۶۸ طبع بیروت فتح الملہم، ج۳ ص۴۰۱ طبع بجنور، سراج الوھاج شرح مسلم ابن الحجاج، ج۱ ص۴۹۹ طبع بھوپال وغیرہ۔

درج بالا محدثین نے ان احادیث کا مصداق یزید بن معاویہ کو ہی قرار دیا ہے، چونکہ یہ سب کی سب حدیثیں یزید پر منطبق ہوئی ہیں۔ اس جبر و استبداد کے مجسمہ نے مدینہ منورہ کے مسلمانوں کی توہین و تذلیل کی اور انہیں ایسی دردناک تکالیف اور اذیتوں سے دوچار کیا کہ ان کے تصور سے ہی رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔

ظلم و بربریت کی کالی گھٹائیں ہر سمت چھا چکی تھیں۔ مدینہ کی ہوائیں بھی سہم سہم کر چلتی تھیں۔ آقائے دوجہاں حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابی حضرت ابو سعید خدریؓ جن کی داڑھی مبارک سفید تھی اور وہ نابینا ہو گئے تھے، نماز ادا کرنے کے لیے مسجد نبویؐ آ رہے تھے کہ یزیدی سپاہ نے پوچھا:

بابا! تو کون ہے؟

وہ کہنے لگے: میں حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا صحابی ہوں۔

ابو سعید خدری میرا نام ہے۔

ان ظالموں نے اس بزرگ صحابیؓ کی داڑھی پکڑ کر طمانچے مارے اور سخت بے عزتی کر کے واپس بھیج دیا۔

واقعۂ حرہ کے بعد جب لوگوں نے حضرت ابو سعید خدریؓ کو دیکھا تو ان کے چہرے پر داڑھی کا ایک بال بھی نہ تھا۔ دریافت کرنے پر فرمایا:

یہ بھی واقعۂ حرہ کی نذر ہوگئی۔ شامی فوج کا گروہ میرے گھر میں آگھسا اور جو ہاتھ آیا اسے لے اڑا۔ حتیٰ کہ گھر کا پورا سامان لوٹ لیا۔ اس کے بعد دوسری یزیدی جماعت آئی اور انہیں گھر میں کوئی چیز نظر نہ آئی تو ان کے قہر و غضب کی آگ بھڑک اٹھی اور مجھ پر ٹوٹ پڑے اور میری داڑھی کا ایک ایک بال اکھاڑ لیا اور مجھے اس حال میں کر دیا جو تم دیکھ رہے ہو۔

ایسے ہزاروں مظالم تاریخ اسلام کے کئی صفحات میں بکھرے ہوئے موجود ہیں لیکن بوجہ طوالت انہیں نظر انداز کیا جارہا ہے۔

امام مسلم نے اپنی صحیح میں حضرت جابر بن عبد اللہ انصاریؓ کی اس روایت کو بھی محفوظ کیا ہے، جس میں وہ فرماتے ہیں:

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عطا کردہ ایک اوقیہ سونے کو اپنے ایک بٹوے میں محفوظ رکھا تھا۔

فقلت لاتفارقنی زیادۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال فکان فی کیس لی فاخذہ اھل الشام یوم الحَرَّۃ۔

میرا اپنے دل سے عہد تھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس عطیہ کو اپنے سے جدا نہیں ہونے دوں گا لیکن وہ بھی واقعۂ حرہ کے دن شامیوں نے لوٹ لیا۔[1]

کس کس طرح عزت و آبرو لوگوں کی لوٹی گئی اور کس طرح مدینہ طیبہ تاراج و برباد کیا گیا، اس کا اندازہ آپ مذکورہ چند واقعات سے کر سکتے ہیں۔ یہ بات بھی نظر انداز کرنے کے قابل نہیں ہے کہ سانحۂ کربلا سے لے کر بربادی مدینہ تک جو ظلم و ستم ہوئے اور

---

[1] ۔ صحیح مسلم ج ۲ ص ۲۹، طبع نول کشور، مسند الامام احمد ج ۳ ص ۳۷۶، ۳۱۴، ۲۹۹۔ طبع میمنیہ مصر۔

جو عصر حاضر تک محبت اہل بیت علیہم السلام کے جرم میں مظالم ڈھائے جارہے ہیں، ان سب کی بنیاد پہلے ہی ڈالی جاچکی تھی۔

## سانحۂ حرہ میں شہید ہونے والے صحابہؓ وتابعینؒ

ہم سابقہ اوراق میں واضح کر آئے ہیں کہ واقعۂ حرہ میں اہل مدینہ نے جانوں کا نذرانہ بھی پیش کیا اور یزید کے زر خرید گماشتوں، ظلم واستبداد کے نمک خواروں کے بہیمانہ ظلم وستم کی نذر ہوئے۔ اہل شام کے یزیدی لشکر نے عقوبت اور ایذا رسانیوں کی انتہا کر دی۔ سانحۂ حرہ میں بہت سے صحابہؓ تابعینؒ یزیدی فوج کے ہاتھوں شہید ہوئے۔ تمام کا احصاء وشمار تو نہایت دشوار ہے، صرف چند ایک کے نام درج کیے جاتے ہیں۔

### ۱۔ حضرت معقل ابن سنان اشجعیؓ:

آپ آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابی تھے۔ انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معیت میں غزوہ فتح مکہ میں جہاد کیا۔ یوم حرہ میں یزید پلید کے گورنر مسلم بن عقبہ کے حکم سے نوفل بن مساحق ملعون کے ہاتھوں شہید ہوئے۔ ابن حزم اندلسی لکھتے ہیں :

له صحبة وهو كان على المهاجرين يوم الحرة قتله مسلم بن عقبة المرى لعنه الله يومئذ جبراً۔[1]

### ۲۔ حضرت عبداللہ بن زید ابن عاصمؓ:

آپ بدری صحابی ہیں۔ صحاح ستہ میں ان سے مروی احادیث بکثرت موجود ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وضو کی روایت انہوں نے بھی نقل کی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ

---

[1] ۔جمہرۃ انساب العرب، ص۲۴۹، طبع دار الکتب العلمیہ بیروت۔ اسد الغابہ، ج۵، ص۲۳۰ طبع دار الشعب قاہرہ۔ تجرید اسماء الصحابہ، ج۲ص۲۷۵، طبع حیدر آباد دکن ۱۳۱۵ھ تاریخ خلیفہ بن خیاط، ص۱۵۵ طبع دار الکتب العلمیہ بیروت۔

حاکی وضو رسول صلی اللہ علیہ وآلہ سلم کے لقب سے مشہور ہوئے۔ یوم حرہ میں بڑی بے دردی سے انہیں قتل کیا گیا۔[1]

### ۳۔ حضرت حارث بن عبد اللہ ابن کعب انصاریؓ:

آپ بیعت رضوان میں شریک تھے۔ یہ صحابی رسولؐ سانحۂ حرہ میں یزیدی فوج کے ہاتھوں موت کی نیند سلا دیے گئے۔[2]

### ۴۔ حضرت معاذ بن حارث انصاریؓ:

آپ خرزرجی قبیلہ سے تعلق رکھتے تھے۔ غزوۂ خندق میں شریک ہوئے۔ متعدد احادیث کے روای ہیں۔ یہ بھی واقعہ حرہ کے دن شہید کر دیے گئے۔[3]

### ۵۔ حضرت عبد اللہؓ بن حنظلہ غسیل الملائکہ:

ان کے آٹھ بیٹے، دو بھائی اور تین بھتیجے واقعۂ حرہ میں شہید ہوئے۔ چنانچہ ابن حزم اندلسی نے لکھا ہے :

قتل معه ثمانية من بنيه۔[4]

حضرت عبد اللہ بن حنظلہؓ کے آٹھ بیٹے بھی ان کے ساتھ قتل ہوئے۔

---

[1] - طبقات خلیفہ بن خیاط، ص ۹۲، مطبعۃ العانی بغداد ۱۹۶۷ء، البدایہ والنھایہ ج ۸ ص ۲۲۴، طبع قاہرہ، تجرید اسماء الصحابہ ص ۳۳۵، طبع دکن۔

[2] - اسد الغابہ، ج ۱، ص ۴۰۳، طبع قاہرہ۔ الاصابہ فی تمییز الصحابہ، ج ۱، ص ۲۸۲، طبع مصر۔ تجرید اسماء الصحابہ، ج ۱، ص ۱۱۱ طبع دکن۔

[3] - اسد الغابہ ج ۵، ص ۱۹۷۔ الاصابہ، ج ۳، ص ۴۲۸ طبع مصر۔ الاستیعاب بر حاشیہ الاصابہ ج ۳، ص ۳۶۷، تجرید اسماء الصحابہ ۲:۲۶۹۔

[4] - جمہرۃ انساب العرب۔ ص ۳۳۳۔

## ۶۔ محمد بن ثابت ابن قیس:

ان کے خیفی بھائی جناب محمد بن ثابت ابن قیس، اپنی اولاد سلیمان، یحییٰ اور عبد اللہ سمیت اپنے بھائی حضرت عبد اللہ بن حنظلہؓ کے ساتھ شہید ہوئے۔[1]

## ۷۔۸۔ حضرت واسعؓ بن حبان اور حضرت سعد بن حبانؓ:

حضرت واسعؓ بن حبان اور ان کے بھائی حضرت سعد بن حبانؓ دونوں صحابیؓ ہیں۔ دونوں بھائیوں کو بیعت رضوان کا شرف حاصل ہوا ہے۔ دونوں بھائی یزیدی لشکر کے ہاتھوں یوم حرہ کو شہید ہوئے۔[2]

## ۹۔۱۰۔ حضرت حبیب ابن ابی الیسرؓ اور یزید بن ابی الیسرؓ:

حضرت حبیب ابن ابی الیسرؓ اور ان کے بھائی یزید بن ابی الیسرؓ، دونوں صحابی ہیں۔ دونوں بھائیوں نے دوسرے صحابہؓ کی طرح یزید پلید کی بیعت نہیں کی اور اسے فاسق و فاجر قرار دے کر حقدار لعنت سمجھا۔ بالآخر یزید کی فوج کے ہاتھوں واصل بحق ہوئے۔[3]

## ۱۱۔ حضرت عبد اللہ بن زمعہ اور ان کے دو بیٹے:

حضرت عبد اللہ بن زمعہ اور ان کے دو بیٹے صحابی رسولؐ ہیں اور حضرت ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے بھانجے ہیں۔ کتب صحاح ستہ میں ان سے احادیث مروی ہیں۔ آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں اپنی محفل میں آنے کی اجازت دی ہوئی تھی۔ بڑے

---

[1] ۔تاریخ خلیفہ بن خیاط ص ۱۵۲، ۱۴۷ طبع بیروت۔ البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۲۲۰ طبع قاہرہ۔ طبقات خلیفہ بن خیاط: ۲۳۷، ۲۳۶ طبع بغداد۔ سیر اعلام النبلاء ۳: ۳۲۴۔ طبع بیروت۔

[2] ۔اسد الغابہ ج ۵ ص ۴۳۱۔ تجرید اسماء الصحابہ ج ۲ ص ۱۵۶۔ الاصابہ ج ۳ ص ۶۲۷۔

[3] ۔الاصابہ ج ۱ ص ۳۰۹۔ اسد الغابہ ج ۲ ص ۴۵۰۔

جلیل القدر صحابیؓ ہیں۔ یہ بزرگ صحابی اپنے دونوں بیٹوں سمیت مسلم بن عقبہ گورنر یزید کے ہاتھوں یوم حرہ کو شہید ہوئے۔[1]

## ۱۲۔ حضرت عبدالرحمنؓ بن ابی حاطب:

ان کو بھی صحابی ہونے کا شرف حاصل ہے۔ ان سے احادیث روایت کی گئی ہیں۔ یہ بھی سانحۂ حرہ میں قتل کیے گئے۔[2]

## ۱۳۔ حضرت عبدالرحمنؓ ابن ابی اقتادہ:

یہ صحابی ہیں۔ معاجم صحابہ میں ان کا تذکرہ موجود ہے۔ یہ بھی واقعۂ حرہ کے دن شہید ہوئے۔ تیسری صدی کے بلند پایہ مورخ خلیفہ ابن خیاط نے لکھا ہے :

قتل عبد الرحمن بن ابی قتادہ یوم الحرۃ۔[3]

عبدالرحمن بن ابی قتادہ یوم حرہ کو قتل ہوئے۔

## ۱۴۔ ام المؤمنین حضرت ام سلمہؓ کے دو نواسے:

ام المؤمنین حضرت ام سلمہؓ کے دو نواسے بھی یوم حرہ کو شہید ہوئے۔ چنانچہ حافظ ابن کثیر دمشقی نے لکھا ہے :

و قتل یومئذ والدان لزینب بنت ام سلمۃ رضی اللہ عنہا۔[4]

اسی حرہ کے روز حضرت زینب بنت ام سلمہؓ کے دو بیٹے شہید کیے گئے۔

---

[1] - تاریخ خلیفہ بن خیاط ص ۱۴۹، اسد الغابہ ج ۳ ص ۲۴۶، تاریخ الاسلام ذہبی ج ۳ ص ۹۴۔

[2] - الاصابہ فی تمیز الصحابہ ج ۳، ص ۶۶۔

[3] - طبقات خلیفہ بن خیاط ص ۲۵۳۔

[4] - ملاحظہ ہو البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۲۴۶۔ جمہرۃ انساب العرب ص ۱۱۹۔

ان کے علاوہ کثیر تعداد میں مسلمان درجۂ شہادت پر سرفراز ہوئے۔ تفصیلی بیان کے یہ اوراق متحمل نہیں ہیں۔ لہٰذا حرہ کے روز شہید ہونے والے صحابہ و تابعین اور دیگر مسلمانوں کے اسماء گرامی دیکھنے کے لیے تاریخ خلیفہ ابن خیاط۔ طبع دار الکتب العلمیہ بیروت کے صفحہ ۱۵۰ تا صفحہ ۱۵۷ بعنوان تسمیة من قتل یوم الحرة ملاحظہ فرمائیں، جس کے ذیل میں ان قبائل کا ذکر نہایت شرح وبسط سے کیا گیا ہے، جنہوں نے یزیدی غنڈوں کے ہاتھوں جام شہادت نوش فرمایا۔ مزید بر آں طبقات خلیفہ ابن خیاط مطبوعہ مطبعة العانی بغداد کے صفحات ۲۵۱، ۲۳۵، ۲۳۷، ۲۶۶ ملاحظہ کیے جائیں۔

## یزیدی فوج شامی لوگوں پر مشتمل تھی

شام کے تمام لوگوں پر، جن میں اکثریت عیسائیوں اور یہودیوں کی تھی، معاویہ کی ان پر خصوصی عنایت ہوتی تھی اور ان کے مشیر سرجون اور ابن اوثال جیسے مسیحی ہوتے تھے۔ لہٰذا یہ لوگ پوری طرح یزید بن معاویہ کا ساتھ دے رہے تھے۔

اس سلسلے میں احمد بن حنبل کا یہ قول بھی لائق مطالعہ ہے:

مہنا بن یحییٰ شامی سے روایت ہے کہ میں نے احمد بن حنبل سے یزید بن معاویہ کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا:

هو الذی فعل بالمدینة ما فعل۔

وہ وہی ہے، جس نے مدینے والوں کے ساتھ جو (ناروا سلوک) کیا، سو کیا۔

میں نے کہا: اس نے کیا کیا تھا؟

انہوں نے کہا: اس نے مدینے کو لوٹا تھا۔

میں نے کہا: کیا ہم اس سے حدیث لے سکتے ہیں؟

انہوں نے کہا:

لا یذکر عنه الحدیث و لا ینبغی لاحد ان یکتب عنه حدیثاً۔

نہیں اس سے حدیث نہیں لینی چاہیے اور کسی کے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ اس سے ایک حدیث بھی لکھے۔

راوی کا بیان ہے کہ پھر میں نے پوچھا کہ جب اس نے یہ حرکتیں کی تھیں تو لوگوں میں سے کون اس کے ساتھ تھا؟ انہوں نے جواب دیا :

اهل الشام۔ شام کے لوگ اس کے ساتھ تھے۔[1]

اصول اور قواعد حدیث کے اعتبار سے یہ روایت حسن درجے کی ہے۔ اس کے تمام راوی ثقہ اور قابل اعتماد ہیں۔ مندرجہ بالا روایت کا مرکزی راوی مہنا بن یحییٰ الشامی ہے اس کے بارے میں علامہ ابن الجوزی اس کے بارے میں لکھتے ہیں:

وهو من کبار اصحاب احمد وکان احمد یکرمه گ وقال الدارقطنی مهنا ثقةٌ نبیلٌ

مہنا بن یحییٰ کا شمار احمد بن حنبل کے بڑے اصحاب میں ہوتا ہے اور احمد ان کا احترام کیا کرتے تھے دار قطنی نے انہیں ثقہ و نبیل کہا ہے۔[2]

---

[1] -الرد علی المتعصب العنید المانع من ذم یزید لابن الجوزی ص ۱۳ طبع بیروت ۱۴۰۳ھ بمطابق ۱۹۸۳ء

[2] - مناقب الامام احمد بن حنبل ص ۵۱۱ مطبعۃ السعادہ بجوار محافظہ مصر ۱۹۳۱ء

اس روایت کے ثقہ راوی مندرجہ ذیل ہیں :

۱۔ محمد بن عبد الباقی بن محمد القاضی ابو بکر انصاری بغدادی حنبلی بزاز قاضی مارستان کے نام سے معروف تھے اپنے استاد ابو اسحاق البرمکی سے بطریقۂ اجازت روایت کی ہے جو کہ اصول حدیث کے ماہرین کے نزدیک قابل قبول ہے۔ رجب ۵۳۵ھ، ۹۳ سال ۵ ماہ کی عمر میں وفات پائی ثقہ ہے۔ (بقیہ حاشیہ صفحہ نمبر 40 پر)

(بقیہ حاشیہ صفحہ:39)

(سیر اعلام النبلاء ج۲۰ ص۲۶ طبع بیروت، العبرللذہبی ج۲ ص۴۴۸، البدایہ والنہایہ ج۱۲ ص۲۱۷، النجوم الزہراہ ج۵ ص۲۶۷ طبع قاہرہ)۔

۲۔ ابو اسحاق البرمکی ابراہیم بن عمر بن احمد بن ابراہیم المعروف بالبرمکی البغدادی۔ بغداد کے محلہ برامکہ میں رہائش پذیر تھے۔ ۲۹ رمضان ۳۶۱ھ پیدا ہوئے اور ۸ ذی الحجہ ۴۴۵ھ وفات پائی ہے

(تاریخ بغداد ج۶ ص۱۳۹ رقم ۳۱۸۰) علامہ ذہبی نے لکھا ہے کان صدوقاً دیّنا فقیہاً علی مذہب احمد (العبر فی خبر من غبر ج۲ ص۲۸۷، شذرات الذہب ج۳ ص۲۷۳، النجوم الزاہرہ ج۵ ص۵۵، مرأۃ الجنان ج۳ ص۶۲)۔

۳۔ ابو بکر عبد العزیز بن جعفر بن احمد بن یزداد بغدادی فقیہ جو "غلام الخلال" سے مشہور تھے یہ ۲۸۵ھ پیدا ہوئے اور ۳۶۳ھ میں وفات پائی۔ ثقہ اور قابل اعتماد ہیں چنانچہ علامہ ذہبی نے ''الشیخ الامام العلامۃ شیخ الحنابلۃ'' کے الفاظ سے تعارف کرایا ہے (سیر اعلام النبلاء ج۱۶ ص۱۴۳، تاریخ بغداد ج۱۰ ص۴۵۹، ۴۶۰، المنتظم لابن الجوزی ج۷ ص۲۷۱، طبع دکن، طبقات الحنابلۃ لابن یعلی ص۳۳۴ طبع دمشق)۔

۴۔ ابو بکر احمد بن محمد بن ہارون بن یزید بغدادی الخلال ۲۳۴ھ میں پیدا ہوئے اور ۳۱۱ھ ۷۷ سال کی عمر میں فوت ہوئے یہ ابو بکر مروزی کے شاگرد ہیں حنبلی مذہب میں ان کا درجہ بہت بلند ہے علامہ ذہبی نے لکھا ہے ''الامام العلامۃ الحافظ الفقیۃ شیخ الحنابلۃ وعالمہم گ الخ۔ (سیر اعلام النبلاء ج۱۴ ص۲۹۷، ۲۹۸، المنتظم ج۶ ص۱۷۴، تاریخ بغداد ج۵ ص۱۱۳،۱۱۲، طبقات الحفاظ ص۳۲۳۰،۳۲۹)۔

۵۔ مُہنّا بن یحی شامی سلمی ثقہ نبیلؒ یہ امام احمد بن حنبل کے معتبر اور معتمد اصحاب میں سے ہے۔ (سؤالات السلمی للدارقطنی ص۳۱۰ رقم ۳۸۴، تاریخ بغداد ج۱۳ ص۲۶۶ طبقات الحنابلہ ج۲ ص۴۳۲)۔

اس سے معلوم ہوا کہ یزید پلید کے حکم سے سانحۂ کربلا اور مدینہ منورہ کی بربادی میں تمام کردار شامی لوگوں کا ہی تھا۔

## یزیدی فوج کی خانہ کعبہ پر سنگباری

یزید عاقبت نااندیش نے اسی پر اکتفاء نہیں کیا بلکہ اس نے مدینہ منورہ کو تباہ و برباد کرنے کے بعد خانہ کعبہ کا رخ کیا اور تیسری تباہی مکہ معظمہ کی آئی۔ تاراجی مدینہ کے فوراًبعد مسلم بن عقبہ راستہ ہی میں مر گیا۔

بعد ازیں ۶۴ھ کو وہی فوج مسلم بن عقبہ کے نائب حصین بن نمیر کی سرپرستی میں مکہ پر حملہ آور ہوئی۔ اس نے منجنیقیں لگا کر خانہ کعبہ پر پتھر برسائے اور آگ برسانی شروع کر دی۔ آگ کے شعلوں سے خانہ کعبہ کا غلاف خاکستر کر دیا بلکہ کعبہ کی دیواریں بھی جل کر شکستہ ہو گر پڑیں۔ یزیدی فوج نے اس کے تقدس کو پامال کرتے ہوئے مزید سنگباری و آتش بازی جاری رکھی۔ اس دوران کسی شخص کو طواف کعبہ کرنے کی اجازت نہ دی گئی۔

جونہی کوئی مسلمان کعبہ میں داخل ہونے کی کوشش کرتا، فوری طور پر اسے پکڑ کر موت کی نیند سلا دیا جاتا۔ یزیدی لشکر نے تقریباً چونسٹھ روز تک مسلسل مکہ مکرمہ کا محاصرہ کیے رکھا اور مکہ کے لوگوں کو بڑی بے دردی سے قتل کرتے رہا۔ صحابی رسولؐ حضرت مسور بن مخرمہ کے بارے میں ابن حزم اندلسی نے لکھا ہے :

له صحبة وكان فاضلاً۔[1]

آپ کو صحابیت کا شرف حاصل ہے اور آپ کا شمار فاضل صحابہ میں ہوتا تھا۔

---

[1] - جمهرة انساب العرب، ص۱۲۹۔

حصار مکہ کے دوران جب خانہ کعبہ پر منجنیقوں سے پتھر برسائے جارہے تھے تو حضرت مسور بن مخرمہؓ خانہ کعبہ میں مغرب کی جانب ایک دیوار کے ساتھ نماز پڑھ رہے تھے کہ انہیں ایک پتھر لگا، جس سے آپ موقع پر ہی شہید ہو گئے۔[1]

اسی طرح حضرت عبد الرحمنؓ بن عثمان بن عبید اللہ تیمی شہید ہوئے۔[2]

دیگر بہت سے صحابہ کرامؓ قتل ہوئے اور رہی سہی کسر اسی بنو امیہ خاندان کے حکمران عبد الملک بن مروان کے حکم سے اس کے گورنر حجاج بن یوسف نے پوری کر دی۔ چنانچہ اس نے عبد الملک اموی کے حکم سے مکہ مکرمہ کے پہاڑوں پر منجنیقیں نصب کر کے خانہ کعبہ پر آگ اور پتھروں کی بارش برسا دی۔

افسوس اس امر پر ہے کہ یزید کی اتنی کفر طرازیوں کے باوجود بعض اموی نظریات کے حامی لوگ اسے ان غلیظ داغ دھبوں سے بے داغ ثابت کرنے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور صرف کر رہے ہیں لیکن امت اسلامیہ کا متفقہ فیصلہ ہے کہ یزید عنید کا اسلام سے دور کا تعلق بھی نہ تھا۔ اس نے اپنے عہد اقتدار میں جو ستم اور مظالم ڈھائے اور غیر اسلامی اقدامات کیے، دراصل وہ اس کے آباءواجداد کا ایک سوچا سمجھا منصوبہ تھا جو یزید کے ہاتھوں پایہ تکمیل تک پہنچا۔

## جناب زینب کبریٰ سلام اللہ علیہا نے یزید کے کفر کو آشکار کیا:

جب امام زین العابدین علیہ السلام اور مخدرات عصمت کو دربار یزید لعین میں لایا گیا تو وہ بہت خوش ہوا اور بطور فخر و مباہات کہنے لگا: الیوم بیوم بدر ''آج کا دن بدر کے دن کا بدلہ ہے'' اس وقت حضرت امام حسین علیہ السلام کا سر اقدس یزید لعین کے سامنے رکھا

---

[1] ۔ اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ، ج ۵ صفحہ ۱۷۵۔

[2] ۔ تجرید اسماء الصحابہ للذہبی، ج ۱ صفحہ ۳۷۸۔

ہوا تھا یہ ملعون اپنی چھڑی سے سید الشہداء علیہ السلام کے دندان مبارک کی بے ادبی کرنے لگا، نشے سے سرشار ہو کر اپنے کفریہ عقائد کا اظہار یوں کرتا ہے۔:

لیت اشیاخی ببدر شهدوا

جزع الخزرج من وقع الاسل

فاهلوا و استهلوا فرحاً

ثم قالوا یا یزید لا تشل

لست من خندف ان لم انتقم

من بنی احمد ما کان فعل

لعبت هاشم بالملك فلا

خبر جاء و لا وحی نزل

(تاریخ طبری ج ۲ ص ۴۱۷، النبراس شرح شرح العقائد ص ۵۴۱ مطبع ہاشمی میرٹھ، تحریر الشہادتین للشاہ سلامت اللہ کانپوری، ص ۹۲ مطبع خیالے گنج لکھنو ۱۲۵۶ھ)

۱۔ کاش میرے بدر والے وہ بزرگ جنہوں نے تیر کھا کر بنو خرزاج کے اضطراب کو دیکھا آج موجود ہوتے۔

۲۔ (اور دیکھتے کہ) ہم نے تمہارے سرداروں میں سے بڑے سردار (امام حسینؑ) کو قتل کر دیا ہے اس طرح ہم نے بدر کے معاملہ کو برابر کر دیا ہے۔

۳۔ اس وقت خوشی سے وہ ضرور بآواز بلند پکار کر کہتے کہ اے یزید تیرے ہاتھ شل نہ ہوں۔

۴۔ میں اولاد خندف سے نہیں ہوں اگر میں اولاد احمدؐ سے ان کاموں کا انتقام نہ لے لوں جو اس (احمدؐ) نے کئے۔

۵۔ بنو ہاشم نے ملک گیری کے لیے ایک کھیل کھیلا تھا ورنہ نہ کوئی خبر آسمانی آئی تھی اور نہ کوئی وحی نازل ہوئی تھی۔

اس وقت دربار میں ایک صحابی رسولؐ حضرت ابوبرزہ اسلمیؓ موجود تھے وہ یہ کیفیت دیکھ کر دل برداشتہ ہوگئے اور اسے برداشت نہ کر سکے، غصے کی حالت میں یزید کو مخاطب کرتے ہوئے کہا:

افسوس ہے تم پر اے یزید! تُو چھڑی سے حسینؑ بن فاطمہؑ کے لب و دندان مبارک کی بے ادبی کرتا ہے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان کے اور ان کے بھائی حسن مجتبیٰ علیہ السلام کے لب و دندان پر بوسہ دیتے ہوئے دیکھا ہے اور یہ فرماتے ہوئے سنا ہے:

انتما سیدا شباب اهل الجنة فقتل الله قاتلكما ولعنه واعدّ له جهنم وساءت مصیراً۔

تم دونوں نوجوانانِ جنت کے سردار ہو، اللہ تعالیٰ تمہارے قاتل کو قتل کرے اور اس کے لیے عذاب جہنم مہیا کرے اور وہ بہت ہی بری جائے بازگشت ہے۔

(ملہوف ص ۱۶۰، تاریخ طبری ج ۶ ص ۲۶۷، البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۱۹۷)

حضرت ابوبرزہ اسلمیؓ کا یہ کلام سن کر یزید پلید غضب ناک ہوگیا اور انہیں دربار سے نکال دینے کا حکم دیا، تو بحکم یزید عنید درباریوں نے کھینچ کر انہیں فوراً دربار سے باہر نکال دیا۔

علامہ ابن الجوزی کی شہرہ آفاق کتاب ''الرد علی المتعصب العنید'' ہمارے پیش نظر ہے علامہ ابن الجوزی دربار یزید کے اس مندرجہ بالا واقعہ پر تبصرہ کرتے ہوئے صفحہ ۵۲، ۵۳ پر لکھتے ہیں:

لیس العجب من فعل عمر بن سعد و عبید اللہ بن زیاد و انما العجب من خذلان یزید و ضربہ بالقضیب علی ثنیۃ الحسین رضی اللہ تعالی عنہ و اغارتہ علی المدینۃ أفیجوز ان یفعل ھذا بالخوارج او لیس فی الشرع انھم یصلی علیھم و یدفنون۔ وما قولہ لی ان اسبیھم فامر لا یقنع لفاعلہ و معتقدہ باللعنۃ ولوانہ احترم الرأس حین وصولہ و صلی علیہ ولم یترکہ فی طست ولم یضربہ بقضیب ما الذی کان یضرہ وقد حصل مقصودہ من القتل ولکن احقاد جاھلیۃ ودلیلھا ماتقدم من انشادہ، لیت اشیاخی ببدر شھدوا گ گ الخ

میں کہتا ہوں کہ ہمیں عمر بن سعد اور عبید اللہ بن زیاد کے افعال سے تعجب نہیں بلکہ ہمیں تو یزید کی حرکات سے تعجب ہے کہ اس نے امام عالی مقامؑ کے لب و دندان مبارک پر چھڑی سے بے ادبی کی اور مدینہ منورہ کو لوٹا، کیا خارجیوں کے ساتھ بھی ایسا سلوک کرنا روا ہے؟ کیا شریعت مقدسہ میں یہ حکم نہیں کہ ان پر نماز جنازہ پڑھی جائے اور ان کو دفن کیا جائے؟ رہا یزید کا یہ کہنا کہ مجھے حق حاصل ہے کہ میں حسینؑ کے پسماندگان کو قید کروں، یہ ایسا جرم ہے کہ اس کے مرتکب پر ضرب لعنت کرنے پر اکتفاء نہیں کی جاسکتی۔ جب سر امام حسینؑ یزید پلید کے پاس پہنچا تھا اگر وہ اس کا احترام کرتا اور اس پر نماز جنازہ پڑھتا اور اسے طشت میں رکھ کر چھڑی سے بے ادبی نہ کرتا تو اس کا کیا نقصان ہوتا تھا حالانکہ قتل امام عالی مقامؑ سے اس کا مقصد تو حاصل ہو چکا تھا لیکن عہد جاہلیت والے حقد و کینہ نے اسے ایسا کرنے پر آمادہ کیا جس کی دلیل اس کے یہ اشعار ہیں: لیت اشیاخی ببدر شھدوا

یہی وجہ ہے کہ بعض ائمہ و محدثین نے یزید پلید کو کافر قرار دیا ہے اس کے یہ کفریہ اشعار سنتے ہی شیر خدا کی لخت جگر حضرت زینب بنت فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ سلم اٹھیں اور یہ خطبہ ارشاد فرمایا:

## خطبہ جناب زینب علیہاالسلام دربار یزید لعین میں

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعالَمِينَ وَ صَلَّى اللهُ عَلَى رَسُولِهِ وَ آلِهِ أَجْمَعِينَ صَدَقَ اللهُ سُبْحَانَهُ كَذَلِكَ يَقُولُ «ثُمَّ كانَ عاقِبَةَ الَّذِينَ أَساؤُا السُّواى أَنْ كَذَّبُوا بِآياتِ اللهِ وَ كانُوا بِها يَسْتَهْزِؤُنَ"

ثنائے کامل عالمین کے پروردگار کے لیے ہے اور اللہ کا درود ہو اس کے رسول اور ان کی آل پر۔سچ فرمایا اللہ تعالیٰ نے پھر جنہوں نے برا کیا ان کا انجام بھی برا ہوا کیونکہ انہوں نے اللہ کی نشانیوں کی تکذیب کی تھی اور وہ ان کا مذاق اڑاتے تھے۔(روم:۱۰)

أَ ظَنَنْتَ يَا يَزِيدُ! حَيْثُ أَخَذْتَ عَلَيْنَا أَقْطَارَ الْأَرْضِ وَ آفَاقَ السَّمَاءِ فَأَصْبَحْنَا نُسَاقُ كَمَا تُسَاقُ الْأُسَرَاءُ أَنَّ بِنَا هَوَاناً عَلَيْهِ وَ بِكَ عَلَيْهِ كَرَامَةً وَ أَنَّ ذَلِكَ لِعِظَمِ خَطَرِكَ عِنْدَهُ فَشَمَخْتَ بِأَنْفِكَ وَ نَظَرْتَ فِي عِطْفِكَ جَذْلَانَ مَسْرُوراً۔۔

### تشریح کلمات

شمنح: اوپر کو اٹھنا

عطفك: تکبر کرنا۔کہتے ہیں مَرینظرعطفِه۔جب تکبر کے ساتھ کوئی گزرتا ہے۔

اے یزید کیا تیرا یہ گمان ہے کہ زمین و آسمان کے راستے ہم پر بند کر کے اور ہم کو اسیروں کی طرح دربدر پھرا کر اللہ کی بارگاہ میں ہماری منزلت میں کمی آگئی اور تو عزت دار بن گیا اور اللہ کے نزدیک تیری اہمیت بڑھ گئی؟اس گمان سے تیری ناک چڑھ گئی اور تو اپنے تکبر میں مگن ہے خوشی سے پھول رہا ہے۔

حَيْثُ رَأَيْتَ الدُّنْيَا لَكَ مُسْتَوْثِقَةً وَ الْأُمُورَ مُتَّسِقَةً وَحِينَ صَفَا لَكَ مُلْكُنَا وَ سُلْطَانُنَا فَمَهْلًا مَهْلًا أَ نَسِيتَ قَوْلَ اللهِ تَعَالَى «وَ لا يَحْسَبَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا أَنَّما نُمْلِي لَهُمْ خَيْرٌ لِأَنْفُسِهِمْ إِنَّما نُمْلِي لَهُمْ لِيَزْدادُوا إِثْماً وَ لَهُمْ عَذابٌ مُهِينٌ"

یہ دیکھ کر کہ دنیا(کی سلطنت) پر تیری گرفت مضبوط اور امور مملکت منظم ہیں، یہ دیکھ کر کہ ہم پر حکومت اور سلطنت کرنے کا تجھے موقع مل گیا ہے۔

ٹھہر یزید ٹھہر۔

کیا تو نے اللہ عزوجل کا یہ فرمان فراموش کر دیا:

اور کافر لوگ یہ گمان نہ کریں کہ ہم انہیں جو ڈھیل دے رہے ہیں وہ ان کے لیے بہتر ہے ہم تو انہیں صرف اس لیے مہلت دے رہے ہیں کہ یہ لوگ اپنے گناہ میں اور اضافہ کریں اور آخر کار ان کے لیے ذلیل کرنے والا عذاب ہے۔(آل عمران:۱۷۸)

أَمِنَ الْعَدْلِ يَا ابْنَ الطُّلَقَاءِ تَخْدِيرُكَ حَرَائِرَكَ وَإِمَاءَكَ وَ سَوْقُكَ بَنَاتِ رَسُولِ اللهِ ص سَبَايَا قَدْ هَتَكْتَ. سُتُورَهُنَّ وَ أَبْدَيْتَ وُجُوهَهُنَّ تَحْدُو بِهِنَّ الْأَعْدَاءُ مِنْ بَلَدٍ إِلَى بَلَدٍ وَ يَسْتَشْرِفُهُنَّ أَهْلُ الْمَنَاهِلِ وَ الْمَنَاقِلِ۔۔

المناهل: گھاٹ  المناقل: راہرو

اے ہمارے آزاد کیے ہوئوں کی اولاد! کیا یہی انصاف ہے؟ تیری عورتیں اور کنیزیں پردے میں ہوں اور نبی زادیوں کو اسیر بنا کر پھرایا جائے ان کی چادریں چھین لی جائیں اور ان کو بے نقاب کیا جائے دشمن ان کو ایک شہر سے دوسرے شہر پھرائے، گھاٹ پر بیٹھنے والے اور راہرو ان کو جھانک کر دیکھتے ہیں۔۔

وَ يَتَصَفَّحُ وُجُوهَهُنَّ الْقَرِيبُ وَ الْبَعِيدُ وَ الدَّنِيُّ وَ الشَّرِيفُ لَيْسَ مَعَهُنَّ مِنْ رِجَالِهِنَّ وَلِيٌّ وَ لَا مِنْ حُمَاتِهِنَّ حَمِيٌّ وَ كَيْفَ يُرْتَجَى مُرَاقَبَةُ مَنْ لَفَظَ فُوهُ أَكْبَادَ الْأَزْكِيَاءِ وَ نَبَتَ لَحْمُهُ مِنْ دِمَاءِ الشُّهَدَاءِ وَ كَيْفَ يَسْتَبْطِئُ فِي بُغْضِنَا أَهْلَ الْبَيْتِ مَنْ نَظَرَ إِلَيْنَا بِالشَّنَفِ وَ الشَّنَئَانِ وَ الْإِحَنِ وَ الْأَضْغَانِ۔۔۔

**شنف:** بغض وعداوت

قریبی، اجنبی، کمینے اور شریف سب تماشا کر رہے ہیں، ان خواتین کے ساتھ مردوں میں سے کوئی سرپرست موجود ہے اور نہ ان کا کوئی حمایتی موجود ہے۔

ایسے شخص سے رعایت کی امید کیسے کی جاسکتی ہے جو پاکباز ہستیوں کا کلیجہ چبانے والا ہو اور جس کا گوشت شہیدوں کے خون سے اُگا ہو۔ وہ شخص ہم اہل بیتؑ کے بغض میں کوئی کسر کیسے اٹھائے گا جس نے ہم پر عداوت کی نظر رکھی ہو۔

ثُمَّ تَقُولُ غَيْرَ مُتَأَثِّمٍ وَ لَا مُسْتَعْظِمٍ لَأَهَلُّوا وَ اسْتَهَلُّوا فَرَحاً ثُمَّ قَالُوا يَا يَزِيدُ لَا تُشَلَ۔[1]

پھر کسی احساس جرم کے بغیر تم نے آسانی سے یہ بات بھی اگل دی:

(آل احمد سے انتقام کو دیکھ) میرے اسلاف خوش ہو کر چلاتے اور کہتے: یزید تیرا بازو شل نہ ہو۔

---

[1] یہ ابن الزبعری کا شعر ہے جو یزید نے اپنے نظریے کے اظہار کے لیے پڑھا۔ پورے اشعار یہ ہیں:

| | |
|---|---|
| لعبت ھاشم بالملك فلا | خبر جاء ولا وحی نزل |
| لیت اشیاخی ببدر شھدوا | جزع الخزرج من وقع الاسل |
| فاھلوا و استھلوا فرحا | ثم قالویا یزید لا تشل |
| لست من خندف ان لم انتقم | من بنی احمد ما کان فعل |

---

مُنْتَحِياً عَلَى ثَنَايَا أَبِي عَبْدِ اللهِ سَيِّدِ شَبَابِ أَهْلِ الْجَنَّةِ تَنْكُتُهَا بِمِخْصَرَتِكَ وَ كَيْفَ لَا تَقُولُ ذَلِكَ وَ قَدْ نَكَأْتَ الْقَرْحَةَ وَ اسْتَأْصَلْتَ الشَّأْفَةَ بِإِرَاقَتِكَ دِمَاءَ ذُرِّيَّةِ مُحَمَّدٍ ص وَ نُجُومِ الْأَرْضِ مِنْ آلِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ وَ تَهْتِفُ بِأَشْيَاخِكَ زَعَمْتَ أَنَّكَ تُنَادِيهِمْ فَلَتَرِدَنَّ وَشِيكاً مَوْرِدَهُمْ وَ لَتَوَدَّنَّ أَنَّكَ شَلَلْتَ وَ بَكِمْتَ وَ لَمْ تَكُنْ قُلْتَ مَا قُلْتَ وَ فَعَلْتَ مَا فَعَلْتَ۔۔

## تشریح کلمات

نکأ القرحة: زخم کو اچھا ہونے سے پہلے چھیلنا۔

استأصل: نابود کرنا مٹا دینا۔

الشأفة: پائوں کے تلوے پر موجود زخم۔

ابو عبد اللہؑ جوانان جنت کے سردار کے ہونٹوں کی طرف جھک کر ان کے ساتھ اپنی چھڑی سے گستاخی کرتا ہے۔ تو نے ایسی باتیں کرنا ہی تھیں کیونکہ تو نے زخموں کو اور گہرا کر دیا ہے اپنے پرانے زخم کا مداوا چاہتا ہے۔

محمد کی اولاد اور روئے زمین پر آل مطلب کے چاند تاروں کا لہو بہا کر تو اپنے اسلاف کو پکارتا ہے۔ تیرا گمان ہے کہ تو ان (مردوں) کو آواز دے رہا ہے جب کہ تو خود بھی اسی گھاٹ اترنے والا ہے جہاں وہ ہیں۔ پھر تیرا دل چاہے گا: کاش ہاتھ شل ہوتا، زباں بند ہو جاتی جو کہا وہ نہ کہتا اور جو کیا وہ نہ کرتا۔

اس کے بعد حضرت زینبؑ نے آسمان کی طرف منہ کر بارگاہِ الٰہی میں عرض کیا:

اللَّهُمَّ خُذْ لَنَا بِحَقِّنَا وَ انْتَقِمْ مِنْ ظَالِمِنَا وَ أَحْلِلْ غَضَبَكَ بِمَنْ سَفَكَ دِمَاءَنَا وَ قَتَلَ حُمَاتَنَا فَوَ اللهِ مَا فَرَيْتَ إِلَّا جِلْدَكَ وَ لَا حَزَزْتَ إِلَّا لَحْمَكَ وَ لَتَرِدَنَّ عَلَى رَسُولِ اللهِ ص بِمَا تَحَمَّلْتَ مِنْ سَفْكِ دِمَاءِ ذُرِّيَّتِهِ وَ انْتَهَكْتَ مِنْ حُرْمَتِهِ فِي عِتْرَتِهِ وَ لُحْمَتِهِ حَيْثُ يَجْمَعُ اللهُ شَمْلَهُمْ وَ يَلُمُّ شَعَثَهُمْ وَ يَأْخُذُ بِحَقِّهِمْ «وَ لا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللهِ أَمْواتاً بَلْ أَحْياءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ «

**تشریح کلمات:** **فریت:** الفری۔ کاٹنا **حززت:** الحز۔ چیرنا

اے اللہ ہمارا حق ہم کو دلا دے جن لوگوں نے ہم پر ظلم کیا ہے ان سے انتقام لے

جن لوگوں نے ہمارا لہو بہایا ہمارے حامیوں کو قتل کیا ان پر اپنا غضب نازل فرما

قسم بخدا اے یزید تو نے خود اپنی کھال نوچی ہے اور خود اپنے گوشت کو چیرا، کاٹا ہے اور تجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور پیش ہونا ہو گا۔ ان کی اولاد کا خون بہانے کا اور ان کی عترت اور رشتہ داروں کی بیحرمتی کر کے رسول کی بے حرمتی کا جرم لے کر جہاں اللہ تعالیٰ رسولؐ و اولاد رسول کو اکٹھا فرمائے گا اور پراگندہ ہستیوں کو ایک جگہ جمع فرمائے گا پھر ان کو ان کا حق دلائے گا جو لوگ راہ خدا میں مارے گئے ہیں انہیں مردہ نہ سمجھو، وہ زندہ ہیں اپنے رب کے پاس سے رزق پا رہے ہیں۔ (آل عمران:۱۶۹)

وَحَسْبُكَ بِاللهِ حَاكِماً وَ بِمُحَمَّدٍ ص خَصِيماً وَ بِجَبْرَئِيلَ ظَهِيراً وَ سَيَعْلَمُ مَنْ سَوَّلَ لَكَ وَ مَكَّنَكَ مِنْ رِقَابِ الْمُسْلِمِينَ بِئْسَ لِلظَّالِمِينَ بَدَلًا وَ أَيُّكُمْ شَرٌّ مَكاناً وَ أَضْعَفُ جُنْداً وَ لَئِنْ جَرَّتْ عَلَيَّ الدَّوَاهِي مُخَاطَبَتَكَ إِنِّي لَأَسْتَصْغِرُ قَدْرَكَ وَ أَسْتَعْظِمُ تَقْرِيعَكَ وَ أَسْتَكْثِرُ تَوْبِيخَكَ لَكِنَّ الْعُيُونَ عبْرَى وَ الصُّدُورَ حَرَّى أَلَا فَالْعَجَبُ كُلُّ الْعَجَبِ لِقَتْلِ حِزْبِ اللهِ النُّجَبَاءِ بِحِزْبِ الشَّيْطَانِ الطُّلَقَاءِ فَهَذِهِ الْأَيْدِي تَنْطِفُ مِنْ دِمَائِنَا وَ الْأَفْوَاهُ تَتَحَلَّبُ مِنْ لُحُومِنَا وَ تِلْكَ الْجُثَثُ الطَّوَاهِرُ الزَّوَاكِي تَنْتَابُهَا الْعَوَاسِلُ وَ تُعَفِّرُهَا أُمَّهَاتُ الْفَرَاعِلِ ۔۔

## تشریح کلمات:

الدواهی: مصیبت  تقریع: سرزنش

توبیخ: دھمکی، ملامت  تنطف: ٹپکنا  تتحلب: بہ جانا

فیصلے کے لیے اللہ اور مدعی کے لیے محمدؐ کافی ہے، مددگاری کے لیے جبرئیل کافی ہے۔

ان لوگوں کو اپنے انجام کا علم ہو جائے گا جنہوں نے تیرے لیے زمین ہموار کی اور تجھ کو مسلمانوں کی گردنوں پر مسلط کر دیا۔ ظالموں کی سزا بہت بری ہو گی وہاں تمہیں پتہ چلے گا کہ کس کا ٹھکانا برا اور کس کے حمایتی بے حقیقت ہیں۔

اگرچہ میں تجھ سے مخاطبت کی مصیبت سے دوچار ہوں تاہم میں تجھے چھوٹا بے وقعت سمجھتی ہوں اور تیری سرزنش کو بڑی جسارت سمجھتی ہوں اور تیری دھمکی کو حد سے زیادہ سمجھتی ہوں مگر آنکھیں اشکبار ہیں اور دلوں میں سوزش ہے

دیکھو! نہایت تعجب کا مقام ہے! اللہ کا پاکیزہ نسل پر مشتمل گروہ (فتح مکہ کے موقع پر) آزاد کردہ شیطانی حزب کے ہاتھوں قتل ہوا ہے ان کے ہاتھوں سے ہمارا خون ٹپک رہا ہے۔ اور ان کے لب و دندان سے ہمارے گوشت چبانے کے آثار ظاہر ہو رہے ہیں وہ پاکیزہ اجسام غیر محفوظ پڑے ہیں۔

وَ لَئِنِ اتَّخَذْتَنَا مَغْنَماً لَتَجِدَنَّا وَشِيكاً مَغْرَماً حِينَ لَا تَجِدُ إِلَّا مَا قَدَّمَتْ يَدَاكَ وَ مَا رَبُّكَ بِظَلَّامٍ لِلْعَبِيدِ فَإِلَى اللهِ الْمُشْتَكَى وَ عَلَيْهِ الْمُعَوَّلُ۔۔۔

اگر تو ہمیں اسیر بنانے کو اپنے مفاد میں سمجھتا ہے تو کل اس کا خسارہ اٹھانا پڑے گا جہاں تجھے وہی ملے گا جو تو نے آگے بھیجا ہو گا۔ تیرا رب اپنے بندوں پر ظلم کرنا والا نہیں۔ (فصلت: ۴۶) ہم صرف اللہ سے اپنا حال بیان کرتے ہیں اور صرف اسی پر بھروسہ کرتے ہیں۔

فَكِدْ كَيْدَكَ وَ اسْعَ سَعْيَكَ وَ نَاصِبْ جُهْدَكَ فَوَاللهِ لَا تَمْحُو ذِكْرَنَا وَ لَا تُمِيتُ وَحْيَنَا وَ لَا تُدْرِكُ أَمَدَنَا وَ لَا تَرْحَضُ عَنْكَ عَارَهَا وَ هَلْ رَأْيُكَ إِلَّا فَنَدٌ وَ أَيَّامُكَ إِلَّا عَدَدٌ وَ جَمْعُكَ إِلَّا بَدَدٌ يَوْمَ يُنَادِي الْمُنَادِي أَلَا لَعْنَةُ اللهِ عَلَى الظَّالِمِينَ۔

اے یزید! تو اپنی چال چل اپنی پوری کوشش کر اپنی جدوجہد کو تیز تر کر

قسم بخدا تو ہمارا ذکر مٹا نہ سکے گا نہ ہماری وحی کو ختم کر سکے گا

نہ تو ہماری منزل کو پا سکے گا نہ تو اس عار و ننگ کا دھبہ دھو سکے گا

تیری رائے غلط ہے تیری زندگی تھوڑی رہ گئی ہے تیری جمعیت کا شیرازہ بکھرنے والا ہے

جب منادی ندا دے گا: ظالموں پر اللہ کی لعنت ہو۔ (ھود: ۱۸)

و الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعالَمِینَ الَّذِی خَتَمَ لِأَوَّلِنَا بِالسَّعَادَۃِ وَ الْمَغْفِرَۃِ وَ لِآخِرِنَا بِالشَّھَادَۃِ وَ الرَّحْمَۃِ وَ نَسْأَلُ اللّٰہَ أَنْ یُکْمِلَ لَھُمُ الثَّوَابَ وَ یُوجِبَ لَھُمُ الْمَزِیدَ وَ یُحْسِنَ عَلَیْنَا الْخِلَافَۃَ إِنَّہُ رَحِیمٌ وَدُودٌ وَ حَسْبُنَا اللّٰہُ وَ نِعْمَ الْوَکِیلُ.

ثنائے کامل ہو اللہ رب العالمین کے لیے جس نے ہمارے پیشرو بزرگوں کو سعادت و مغفرت سے نوازا اور ہماری آخری ہستی کو شہادت و رحمت عنایت فرمائی ہم اللہ سے ثواب کی تکمیل کا سوال کرتے ہیں اور ان کے لیے ثواب مزید کا موجب بنے اور ان کے جانشینوں پر احسان فرما بے شک وہ رحم کرنے والا مہرباں ہے۔ (آل عمران: ۱۷۳) ہمارے لیے اللہ ہی کافی ہے اور وہی بہترین کارساز ہے۔

حضرت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ سلم کی نواسی اور حیدر کرارؑ کی شیر دل بیٹی زینب کبریٰ سلام اللہ علیہا کے اس فصیح و بلیغ خطبے نے یزیدی ایوانوں کے در و دیوار کو ہلا کر رکھ دیا۔ اس سلسلے میں علامہ رازق الخیری نے جو اپنی کتاب ''سیدہ کی بیٹی''صفحہ ۱۸۰ مطبوعہ دہلی، میں جناب زینب عالیہؑ کے اس خطبے پر تبصرہ کیا ہے وہ یقینا قابل مطالعہ ہے اور پورے عالم اسلام کو غور و فکر کی دعوت دیتا ہے جسے ہم بلا تبصرہ درج کر رہے ہیں۔

یزید کا دربار شامیوں سے کچھا کھچ بھرا ہوا تھا مگر ایسا معلوم ہوتا تھا کہ سب کو سانپ سونگھ گیا ہے ہر شخص بے حس و حرکت اس طرح بیٹھا یا کھڑا تھا جس طرح پتھر کی مورتیں۔ ان کی زبانیں اور ان کے ہونٹ چپکے ہوئے تھے۔ ان کے دل دریائے حیرت میں غوطے کھا رہے تھے، ان کی آنکھیں پھٹی رہ گئیں جب شیر خدا کی بیٹی لاکھوں کے مجمع میں شیر کی طرح دھاڑ رہی اور رعیّت کے سامنے ان کے بادشاہ کو للکار رہی تھیں خود یزید دانت پیس پیس لیتا، ہونٹ چباتا تاؤ پیچ کھا رہا تھا مگر زبان سے ایک لفظ نہ نکلتا تھا سیدہ کی بیٹی کی تقریر، روانی کا ایک چشمہ تھا کہ ابلا چلا آرہا اور فصاحت کا ایک دریا تھا جو بہے چلا جارہا تھا اور کون اس سے انکار کر سکتا ہے کہ اس تقریر سے بی بی زینب سلام اللہ علیہا نے صداقت اور حق گوئی کا حق

ادا کر کے اسلام کی نا قابل فراموش خدمت انجام دی اس تقریر سے شامیوں کو معلوم ہو گیا کہ خلافت، ملوکیت میں تبدیل ہو کر اسلام کو کیسا زبردست دھچکا لگا ہے۔

عالی قدر قارئین! یہ حقیقت اس سے واضح ہو جاتی ہے کہ حضرت امام حسین جناب زینب کبریٰ سلام اللہ علیہما دونوں بہن بھائی نے اسلام کی صداقت و حقانیت کا دائمی نقش صفحہ عالم پر ثبت کر دیا ہے۔

تو اپنے خون پاک کے چھینٹوں سے اے حسینؑ

انسان کی شرافت خفتہ جگا گیا

اسلام کی کشش کا نہ جن پر اثر ہوا

تو درد بن کے اُن کے دلوں میں سما گیا۔

☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆